لاہور
ہفت روزہ

ندائے خلافت

www.tanzeem.org

40

مسلسل اشاعت کا
32واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

یکم تا 7 ربیع الثانی 1445ھ / 17 تا 23 اکتوبر 2023ء

میں مسلمانوں کے لیے کلمہ طیبہ پر مبنی حکومت قائم کرنا چاہتا ہوں

قائداعظم نے انگلستان سے واپسی کے بعد مولانا ظفر علی خان اور سردار عبدالرب نشتر کی موجودگی میں مندرجہ بالا بیان دیا تھا جو ماہنامہ ''منارہ'' کراچی میں شائع ہوا۔

''میں لندن میں امیرانہ زندگی بسر کر رہا تھا۔ اب میں اسے چھوڑ کر انڈیا اس لیے آیا ہوں کہ یہاں لا الٰہ الا اللہ کی مملکت یعنی پاکستان کے قیام کے لیے کوشش کروں۔ اگر میں لندن میں رہ کر سرمایہ داری کی حمایت کرنا پسند کرتا تو سلطنتِ برطانیہ جو دنیا کی عظیم ترین سلطنت تھی، مجھے اعلیٰ سے اعلیٰ مناصب اور مراعات سے نوازتی۔ اگر میں روس چلا جاؤں یا کہیں بیٹھ کر سوشلزم، مارکسزم یا کمیونزم کی حمایت شروع کردوں تو مجھے بڑے سے بڑا اعزاز بھی مل سکتا ہے اور دولت بھی، مگر علامہ اقبال کی دعوت پر میں نے دولت اور منصب دونوں کو تج کر کے انڈیا میں محدود آمدنی کی دشوار زندگی بسر کرنا پسند کی تاکہ پاکستان وجود میں آئے اور اس میں اسلامی قوانین کا بول بالا ہو، کیونکہ دنیا کی نجات اسلامی نظام ہی میں ہے۔

مبشراتِ پاکستان
الحاج ظہور الحسن قادری

اس شمارے میں

فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ
منافقانہ اور مومنانہ طرزِ عمل اور ہم
رسوم ورواج کی بے جا پابندی
دہشت گردی کا خاتمہ مگر کیسے؟
جنریشن وار فیئر
تنظیم اسلامی کی دعوتی سرگرمیاں

حضرت لوط علیہ السلام کی دعوت

سورۃ النمل | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 54 تا 58

وَ لُوۡطًا اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِہٖۤ اَتَاۡتُوۡنَ الۡفَاحِشَۃَ وَ اَنۡتُمۡ تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۵۴﴾ اَئِنَّکُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ
شَہۡوَۃً مِّنۡ دُوۡنِ النِّسَآءِ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ تَجۡہَلُوۡنَ ﴿۵۵﴾ فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوۡمِہٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ
قَالُوۡۤا اَخۡرِجُوۡۤا اٰلَ لُوۡطٍ مِّنۡ قَرۡیَتِکُمۡ ۚ اِنَّہُمۡ اُنَاسٌ یَّتَطَہَّرُوۡنَ ﴿۵۶﴾ فَاَنۡجَیۡنٰہُ وَ اَہۡلَہٗۤ اِلَّا
امۡرَاَتَہٗ ۫ قَدَّرۡنٰہَا مِنَ الۡغٰبِرِیۡنَ ﴿۵۷﴾ وَ اَمۡطَرۡنَا عَلَیۡہِمۡ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الۡمُنۡذَرِیۡنَ ﴿۵۸﴾

آیت: ۵۴ ﴿وَلُوۡطًا اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِہٖۤ اَتَاۡتُوۡنَ الۡفَاحِشَۃَ وَاَنۡتُمۡ تُبۡصِرُوۡنَ ﴿۵۴﴾﴾ ’’اور لوطؑ کو بھی (ہم نے بھیجا) جب اُس نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم فحش کام کرتے ہو اور تم دیکھتے بھی ہو!‘‘

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ علی الاعلان اپنی مجالس کے اندر ایسی فحش حرکات کا ارتکاب کرتے تھے۔

آیت: ۵۵ ﴿اَئِنَّکُمۡ لَتَاۡتُوۡنَ الرِّجَالَ شَہۡوَۃً مِّنۡ دُوۡنِ النِّسَآءِ ؕ بَلۡ اَنۡتُمۡ قَوۡمٌ تَجۡہَلُوۡنَ ﴿۵۵﴾﴾ ’’کیا تم مردوں کا رخ کرتے ہو شہوت رانی کے لیے عورتوں کو چھوڑ کر! بلکہ تم بڑے ہی جاہل لوگ ہو۔‘‘

آیت: ۵۶ ﴿فَمَا کَانَ جَوَابَ قَوۡمِہٖۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اَخۡرِجُوۡۤا اٰلَ لُوۡطٍ مِّنۡ قَرۡیَتِکُمۡ ۚ اِنَّہُمۡ اُنَاسٌ یَّتَطَہَّرُوۡنَ ﴿۵۶﴾﴾ ’’تو اُس کی قوم کا کوئی جواب نہیں تھا مگر یہ کہ انہوں نے کہا: نکال باہر کرو لوط کے گھر والوں کو اپنے شہر سے۔ یہ لوگ بڑے پاکباز بنتے ہیں!‘‘

آیت: ۵۷ ﴿فَاَنۡجَیۡنٰہُ وَاَہۡلَہٗۤ اِلَّا امۡرَاَتَہٗ ۫ قَدَّرۡنٰہَا مِنَ الۡغٰبِرِیۡنَ ﴿۵۷﴾﴾ ’’تو ہم نے نجات دی اُسؑ کو اور اُسؑ کے گھر والوں کو سوائے اُس کی بیوی کے‘ جس کے بارے میں ہم نے طے کر دیا تھا کہ وہ پیچھے رہ جانے والوں میں ہوگی۔‘‘

آیت: ۵۸ ﴿وَاَمۡطَرۡنَا عَلَیۡہِمۡ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الۡمُنۡذَرِیۡنَ ﴿۵۸﴾﴾ ’’اور ان کے اوپر ہم نے ایک بارش برسائی‘ تو بہت ہی بُری بارش تھی جو اُن لوگوں پر برسائی گئی جن کو خبردار کر دیا گیا تھا۔‘‘ یعنی ان پر پتھروں کی بارش برسائی گئی اور ان کی بستیوں کو تہ و بالا کر دیا گیا۔

یہاں پر اس سورت کا انباء الرسل کا حصہ بھی اختتام پذیر ہوا۔ اب اس کے بعد کچھ حصہ التذکیر بآلاء اللہ پر مشتمل ہے اور یہ اس سورت کا بالکل منفرد انداز ہے۔

درس حدیث

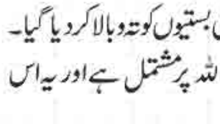

توکل کا ثمر

عَنۡ عُمَرَ بۡنَ الۡخَطَّابِ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((لَوۡ اَنَّکُمۡ تَتَوَکَّلُوۡنَ عَلَی اللّٰہِ حَقَّ تَوَکُّلِہٖ لَرَزَقَکُمۡ کَمَا یَرۡزُقُ الطَّیۡرَ، تَغۡدُوۡ خِمَاصًا وَتَرُوۡحُ بِطَانًا)) (مسند احمد)

حضرت عمر ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’اگر تم اللہ پر بھروسا کرو جیسا کہ بھروسا کرنے کا حق ہے تو وہ تم کو اس طرح رزق دے گا جیسے پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح کو خالی پیٹ جاتے ہیں اور شام کو شکم سیر واپس آتے ہیں۔‘‘

تشریح: جس طرح پرندے صبح کے وقت خالی پیٹ رزق کی تلاش میں نکلتے ہیں اور شام کو فرحاں وشاداں اپنے گھونسلوں کو لوٹتے ہیں، اسی طرح مسلمانوں کو حکم ہوتا ہے کہ وہ زندگی کے ہر میدان میں محنت ومشقت سے کام لیں مگر بھروسا اللہ تعالیٰ پر کریں تو ان کی کامیابی یقینی ہو جائے گی۔ امن کی حالت ہو یا جنگ کی کیفیت، صحت وسلامتی ہو یا مرض اور شفا، ان کا بھروسا صرف اور صرف خالق کائنات پر ہونا چاہیے۔

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

یکم تا 7 ربیع الثانی 1445ھ جلد 32
17 تا 23 اکتوبر 2023ء شمارہ 40

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ادارِیہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ

یہودی ایک عجیب مخلوق ہے، یہ قوم انتہائی محنتی اور ذہین وفطین ہے۔ لیکن تاریخ گواہ ہے کہ ان کی یہ صفات اکثر منفی کاموں میں صرف ہوئیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ان کے خمیر میں شر اور فساد گندھا ہوا ہے۔ تاریخ کو تو بھلایا اور جھٹلایا بھی جا سکتا ہے۔ لیکن انسانوں پر نازل ہونے والی مقدس ترین کتاب میں جس کے مصدقہ ہونے اور ہر لحاظ سے تحریف سے پاک ہونے کی گواہی اللہ تعالیٰ دیتا ہے، وہ یہودیوں کے فتنہ پرور اور شر انگیز ہونے کی تصدیق کرتی ہے۔ انہوں نے انبیاء علیہم السلام کو ناحق قتل کیا۔ انبیاء علیہم السلام پر اور ان کے اہل خانہ پر شرمناک الزام لگائے۔ اُردو میں ایک بڑا معنی خیز جملہ ہے وہ یہ کہ کسی کا فساد کی جڑ ہونا۔ یہ ضرب المثل ان پر صدفی صد منطبق ہوتی ہے۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے، لیکن اُن کی عارضی عدم موجودگی میں بچھڑے کو معبود بنالیا۔ انہوں نے جاگتی اور کھلی آنکھوں سے معجزے دیکھے پھر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی اور جنگ لڑنے سے انکار کر دیا۔ بلکہ طعنہ دیا کہ جاؤ تم اور تمہارا اللہ جنگ کرو ہم اپنی جگہ سے جنبش کرنے والے نہیں ہیں۔ یہ انسانی تاریخ کی واحد قوم ہے جس پر براہِ راست آسمان سے قابل خور درزق کی بارش ہوئی جسے من وسلویٰ کہا جاتا ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی انتہائی لاڈلی قوم تھی لیکن اِن کی نافرمانیاں بلکہ اللہ سے بغاوت ختم نہ ہوئی اور بالآخر راندۂ درگاہ ہوگئی۔ اس کے بعد صحیح معنوں میں ایک ایسے دہشت ناک گروہ کی صورت اختیار کر گئے جو دنیا بھر میں منتشر ہوگیا۔ جو دنیا میں جگہ جگہ خونریز جنگوں کا بازار گرم کرتا تھا۔ قوموں کو ایک دوسرے سے لڑاتا تھا۔ بہرحال انہوں نے دنیا میں امن اور سکون کو تخت وتاراج کیا۔ لیکن انہیں بھی آج تک سکون اور اطمینان نصیب نہیں ہوسکا۔ اِن کی دیرینہ تاریخ میں عروج بھی ہیں اور زوال بھی لیکن ہم اِن کی تاریخ کا جائزہ صرف ماضی قریب سے لیتے ہیں۔

1917ء میں بالفور ڈیکلریشن کے ذریعے پہلی بار ان کی فلسطین میں ایک ریاست کا تصور دیا گیا۔ بالفور برطانیہ کا وزیر خارجہ تھا۔ اُس نے اپنی پارلیمنٹ میں صہیونی ریاست کا تصور پیش کیا اور ساتھ ہی یہودی لارڈ روتھ چائلڈ، جو ہاؤس آف لارڈز کا رکن تھا، اُس کو باقاعدہ ایک خط لکھ کر اپنی کارستانی کی اطلاع بھی کی۔ گویا جس طرح انگریز نے کشمیر کے مسلمانوں کی پیٹھ میں خنجر گھونپ کر اور کشمیریوں کو بھارت کا غلام بنا کر مسلمان دشمنی کا ثبوت دیا ہے۔ اسی طرح اُس سے تین دہائیاں پہلے فلسطین میں صہیونی ریاست کا تصور دے کر فلسطینی مسلمانوں کے سینے میں بھی خنجر گھونپا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ جب سے انگریز انگلستان کی سرحدوں سے باہر نکلا ہے اُس نے ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کو ٹارگٹ کیا ہے۔ یہودی دنیا میں کیا کیا کھیل کھیلتا رہا ہے۔ دوسری جنگ عظیم میں اُس کا کردار اسے بالکل واضح کر دیتا ہے۔ جنگ عظیم دوم میں دونوں متحارب فریقوں یعنی جرمنی اور برطانیہ کی پشت پر ایک ہی یہودی خاندان تھا جو لڑائی اور جنگ بڑھانے میں دونوں کی پشت پناہی کر رہا تھا۔ امریکہ اُس وقت اگرچہ ایک عالمی قوت بن چکا تھا، لیکن اس جنگ کو میدان سے باہر رہ کر دیکھ رہا تھا۔ یہودیوں نے پرل ہاربر کا واقعہ کروا کے امریکہ کو جنگ میں کودنے پر مجبور کر دیا۔ ہم قارئین کو صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ دنیا میں جنگ وجدل اور خونریزی کرواتے رہنا یہودیوں کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔

درحقیقت وہ سمجھتے ہیں کہ دنیا اگر جنگ وجدل میں رہے گی تو ان کو آگے بڑھنے کے مواقع ملتے رہیں گے۔ آج ہم اگر دنیا کا نقشہ اور اُس میں یہودیوں کی حیثیت کو جانچ لیں تو ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ یہ شیطانی قوت بڑی کامیابیاں سمیٹ رہی ہے۔ ایک اور حقیقت کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کروانا بہت ضروری ہے۔ پاکستان اگست 1947ء کو معرض وجود میں آیا اور اسرائیلی ریاست مئی 1948ء میں ایک ناسور کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ گویا پاکستان اسرائیل سے 9 ماہ پہلے قائم ہوا۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہر بیماری کا علاج

بیماری سے پہلے ظہور میں لے آتا ہے۔ اسرائیل ایک بیماری ہے اور پاکستان اُس کا علاج ہے جو کچھ پہلے دریافت ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے اس تصور بلکہ خواہش کی تکمیل کرے وگرنہ زمینی حقائق تو یہ ہیں کہ خود پاکستان کو اس وقت جتنی بیماریاں لاحق ہیں اور سب کی سب اپنوں کی پیدا کردہ ہیں۔ پاکستان کا جانبر ہونا بھی معجزہ لگتا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو تا قیامت رکھے اور اسرائیل کو زمین کی پیٹھ سے زمین کے پیٹ میں دھکیل دے۔ آمین ثم آمین!

آگے بڑھنے سے پہلے ہم آپ کو ایک عبرت آموز حکایت سنانا چاہیں گے۔ یہ کہانی یوں ہے کہ ایک شخص ایک درخت کی جڑوں پر کلہاڑا چلا رہا تھا جس سے درخت آہستہ آہستہ کٹتا چلا جا رہا تھا۔ کسی نے درخت سے پوچھا کہ تم اتنے بڑے درخت ہو اور ایک چھوٹا سے کلہاڑا تمہیں کاٹتا چلا جا رہا ہے۔ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ تو درخت نے جواب دیا تم دیکھو جو بلیڈ مجھے کاٹ رہا ہے اُس کی پشت پر میرا ہی بھائی (کلہاڑے کے بلیڈ کے پیچھے لکڑ کا دستہ ہوتا ہے جس کے بغیر کلہاڑا کاٹ نہیں سکتا) ہے۔ ورنہ اس بلیڈ کی کیا جرأت کہ مجھے کاٹ سکے۔

آج مسلمان ریاستیں خاص طور پر اُن کے حکمران اسرائیل کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ ہماری دوغلی پالیسیاں اس طرح کی ہیں کہ ایک طرف 'امت مسلمہ' 'امت مسلمہ' کی رٹ لگاتے ہوئے ہماری زبانیں سوکھ رہی ہیں اور دوسری طرف کہیں فلسطینیوں کی نسل کشی کرنے میں اسرائیل کی مدد کرتے نظر آ رہے ہیں اور کہیں پاکستان افغان بھائیوں کو ملک بدری کے نوٹس جاری کر رہا ہے اور پھر یہ کہ اس کے لیے وقت اتنا کم دے رہا ہے کہ اتنے وقت میں تو کوئی کرایہ دار مکان یا دکان خالی نہیں کرتا۔ پھر یہ کہ یہ حکم صرف افغانیوں کے لیے ہے حالانکہ لاکھوں بنگالی کئی دوسرے ممالک کے لوگ 'غیر قانونی' طور پر پاکستان میں رہ رہے ہیں۔ یہ اس لیے کہ ہمارا ''چٹا گورا'' اصل حکمران پاکستان اور افغانستان میں کشیدگی اس خطے میں اپنے ایجنڈے کو آگے بڑھانے کے لیے ضروری سمجھتا ہے۔ افغانیوں کو ضرور افغانستان بھیجیں لیکن ایسے احسن طریقے سے جو بھائی کو بھائی سے اختیار کرنا چاہیے۔ بہر حال افغانیوں کا ذکر تو جملہ معترضہ کے طور پر آ گیا تھا اصل بات یہ ہے کہ فلسطینیوں کی بڑی اکثریت کا ضمیر ابھی سویا نہیں ہے۔

7 اکتوبر کو صبح سویرے حماس کے رضا کار جانبازوں نے اسرائیل پر راکٹوں کی بوچھاڑ کر دی۔ کچھ سرفروشوں کو چھاتوں کے ذریعے اسرائیل کے اندر اتارا اور ایسا زبردست حملہ کیا کہ وقتی طور پر تو اسرائیل ہوش وحواس کھو بیٹھا۔ جگہ جگہ عمارتوں میں آگ لگ گئی اور وہ گرتی ہوئی نظر آئیں۔ یہودی اپنی آبادیوں سے اندھا دھند بھاگ رہے تھے۔ کئی اسرائیلی فوجی حماس نے یرغمال بنا لیے۔ حقیقت یہ ہے کہ فوجی قوت اور ہر قسم کے وسائل کے حوالے سے اسرائیل اور حماس کا کوئی مقابلہ نہیں ہے۔ فلسطینیوں کی تنظیم حماس نے جس منظم اور رازدارانہ انداز میں اسرائیل پر حملہ کیا ہے اور جس جرأت، دلیری اور بہادری سے وہ یہ جنگ لڑ رہے ہیں، اُسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ خاص طور پر جب یہ علم ہو کہ دشمن کی قوت کس قدر زیادہ ہے اور اُسے عالمی قوتوں کی حمایت بھی حاصل ہے۔ یہ جانفروشی کا عظیم مظاہرہ ہے۔ ایسا جذبہ جو صرف اللہ تعالیٰ کی تائید سے ہی حاصل ہو سکتا۔ اُنہوں نے اُن مسلمان حکمرانوں کی غیرت کو ایک تازیانہ مارا ہے جو اسرائیل سے ہر قسم کے تعلقات قائم کرنے کے لیے مرے جا رہے تھے۔ اُنہوں نے خاص طور پر عربوں کو یہ سبق سکھایا ہے کہ گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے شیر کی ایک دن کی زندگی بہتر ہے۔ آزادی کی کوئی قیمت نہیں ہے اور غلامی سے موت بہتر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ عربوں اور مسلمانوں کی دشمن قوتوں نے یوں تو پہلے ہی اسرائیل کو کم از کم ظاہری طور پر ناقابل شکست قوت بنا دیا ہوا ہے۔ اس کے بعد بھی ایک بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ امریکہ اور یورپ جیسی اسلام دشمن قوتیں مسلمان حکمرانوں کی طرح ڈھکی چھپی ہوئی اور ڈری سہمی ہوئی باتیں نہیں کریں گی اور کسی جھوٹے سچے امن کی علمبردار نہیں بنیں گی بلکہ ہر دم اسرائیل کی حمایت میں فعال کردار ادا کریں گی۔ امریکہ تو اپنا بحری بیڑا قریبی سمندر کی طرف روانہ کر چکا ہے۔ امریکہ کا ماضی اور حال کا طرزِ عمل بتاتا ہے کہ وہ اسرائیل کے دفاع کو امریکہ کا دفاع گردانتے ہوئے کسی بھی قسم کا قدم اٹھانے سے گریز نہیں کرے گا۔ برطانیہ امریکہ کے نائب کا رول ادا کرتا ہے اور فرانس کو اسلام سے خدا واسطے کی دشمنی ہے۔ ایران دنیا کا واحد ملک ہے جو حماس کے حق میں کھل کر بولا ہے۔ باقی سب اسلامی ممالک ہومیو پیتھک بیان بازی کر رہے ہیں۔ 1973ء کی عرب اور اسرائیل جنگ میں پاکستان نے اپنے پائلٹ بھیجے تھے جنہوں نے صدفی صد نتائج دیے تھے۔ اُس وقت ذوالفقار علی بھٹو پاکستان کا وزیر اعظم تھا، جس نے بعد ازاں لاہور میں ملت اسلامیہ کا سربراہی اجلاس بھی منعقد کروایا تھا۔ لیکن سفید سامراج کب کسی مسلمان ملک کو آزادانہ خارجہ پالیسی کا حق دار سمجھتا ہے۔ اُس کا انجام تختہ دار ہوتا ہے یا اپنے ہی ملک میں وہ پسِ زنداں چلا جاتا ہے۔ پھر یہ کہ دنیا میں امن قائم کرانے والی اقوام متحدہ اور سلامتی کونسل جیسی تنظیمیں سفید سامراج کے گھر کی کنیزیں بن چکی ہیں۔ ان تنظیم کی تاریخ یہ ہے کہ یہ اس وقت تک کوئی عملی کارروائی نہیں کرتیں جب تک طاغوتی قوتیں مسلمانوں پر حاوی نہ ہو جائیں۔ بعد میں یہ گونگلوؤں سے مٹی جھاڑنے والی کارروائی کرتی ہیں۔ قصہ کوتاہ حماس کا اللہ کے سوا کوئی نہیں۔ امتِ مسلمہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہے اور اللہ بھی اُس قوم کی حالت نہیں بدلتا، جسے اپنی حالت خود بدلنے کا خیال نہ ہو۔ اُمت مسلمہ کا حال یہ ہے کہ اللہ کی نافرمانیاں اور من مانیاں کرتی ہے، پھر اللہ سے دعائیں بھی مانگتی ہے۔ اللہ اُن لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو کہتے کچھ اور کرتے کچھ ہیں۔ بہر حال ہم مایوس تو ہرگز نہیں، لیکن آثار بتاتے ہیں کہ اسرائیل کا زمینی قبضہ بھی (اللہ نہ کرے) بڑھے گا اور قتل وغارت بھی بڑھے گی۔ ہم تو اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے دعا کریں گے کہ اے اللہ! تمام تر گناہوں، غفلتوں اور کوتاہیوں کے باوجود ہمارے مسلمان بھائیوں کی غیب سے مدد فرما۔

ہم سمجھتے ہیں اس جنگ سے یہ فائدہ تو لازماً پہنچے گا کہ جن مسلمان ممالک خاص طور پر عربوں کو امن اور اسرائیل دوستی کا بخار چڑھا ہوا تھا، انہیں کچھ افاقہ ہوگا۔ شاید اُن کی آنکھیں کھل جائیں، شاید عوامی ردعمل اُن کی سوچ بدلنے میں معاون ثابت ہو۔ اللہ مسلمانوں کو ہدایت دے اور اپنے دشمن کو پہچاننے کی صلاحیت اور توفیق دے۔ آمین یا رب العالمین!

منافقانہ اور مومنانہ طرزِ عمل اور ہم

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 06 اکتوبر 2023ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد

قرآن حکیم کتاب ہدایت ہے اور یہ ساری انسانیت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے Manual of the life ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جا بجا قرآن حکیم میں اپنے محبوب بندوں کی صفات کو بیان کیا اور جا بجا ایسے لوگوں کا بھی تذکرہ فرمایا جن پر اللہ کا غضب ہوا اور روزِ محشر جن سے اللہ کی رحمت دور ہوگی۔ دونوں گروہوں کے طرزِ عمل کے بیان کا مقصد یہ ہے کہ ہم غور کریں، اگر مومنوں والے اوصاف ہمارے اندر موجود ہیں تو اللہ کا شکر ادا کریں، مزید کی توفیق مانگیں اور اگر ہمارے اندر منافقین، مغضوبین اور ضالین والا طرزِ عمل ہے تو اُس کو ترک کر دیں اور صراطِ مستقیم پر واپس آنے کی کوشش کریں تاکہ انعام یافتہ لوگوں میں ہمارا شمار ممکن ہو سکے۔ آج ہم اسی موضوع پر سورۃ التوبہ کی آیات 67 اور 71 کا مطالعہ کریں گے جہاں ایک طرف منافقین کا طرزِ عمل اور ان کے انجام بد کا تذکرہ ہے اور دوسری طرف مومنین کی صفات اور ان کو ملنے والے انعامات کا بیان ہے۔ دونوں کا موازنہ ہمیں جس غور و فکر کی دعوت دے رہا ہے اس پر بھی کلام ہوگا۔ ان شاء اللہ۔ فرمایا:

﴿اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ﴾ ''منافق مرد اور منافق عورتیں سب ایک دوسرے میں سے ہیں۔''

غور کیجیے جب ایمان والوں کا ذکر آتا ہے تو وہاں قرآن یہ الفاظ استعمال کرتا ہے:

﴿بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۘ﴾ (التوبہ: 71) ''(مومن مرد اور مومن عورتیں) یہ سب ایک دوسرے کے اولیاء ہیں۔''

یعنی مومنین آپس میں ایک دوسرے کے دوست اور خیر خواہ ہیں۔ وہ ایک دوسرے کو نیکی کی تلقین کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں لیکن منافقین کے بارے میں اولیاء کا لفظ نہیں آیا۔ کیونکہ یہ عارضی دنیا کے غلام اور بندے ہیں لہٰذا ان کا تعلق بھی عارضی اور وقتی نوعیت کا ہے۔ فرمایا کہ یہ ایک دوسرے میں سے ہی ہیں۔ یعنی ان کی حرکتیں ایک جیسی ہیں، ان کا منافقانہ طرزِ عمل ایک جیسا ہے۔ ان کی دنیا پرستی ایک جیسی ہے، دین سے، خیر سے، نیکی سے، بھلائی سے روکنا اور برائی کی طرف بلانا ایک جیسا ہے۔ بلکہ یہ ان کا مشترکہ mission ہے۔ اسی لیے آگے فرمایا:

﴿يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ﴾ ''یہ بدی کا حکم دیتے ہیں اور نیکی سے روکتے ہیں۔''

مرتب: ابو ابراهیم

جبکہ اس اُمت کو کس لیے کھڑا کیا گیا تھا؟

''تم وہ بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے، تم حکم کرتے ہو نیکی کا اور تم روکتے ہو بدی سے۔'' (آل عمران: 110)

اُمت کا mission تو یہ ہے۔ جو سچے اہل ایمان ہیں وہ تو اس مشن میں اپنی زندگیاں لگائیں گے لیکن جو محض زبان سے ایمان کا دعویٰ کرنے والے ہیں، ان کے دل میں ایمان نہیں ہے۔ جیسا کہ جو منافقین دورِ نبوی ﷺ میں تھے، ان کے بارے میں قرآن یہ بھی کہتا ہے:

﴿لَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۛ﴾ (المائدہ: 41) ''ان کے دل ایمان نہیں لائے ہیں۔''

یعنی وہ صرف زبان سے اقرار کرتے تھے جبکہ ان کے دل میں ایمان نہیں ہے۔ ایسے لوگوں کا طرزِ عمل منافقانہ ہوگا یعنی وہ خیر و بھلائی کی دعوت دینے کی بجائے لوگوں کو بدی اور برائی کی راہ پر لگاتے ہیں اور نیکی اور خیر کے کاموں سے روکتے ہیں۔ اس تناظر میں آج ہم اپنا اور اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیں کہ کیسی کیسی دعوتیں چلتی ہیں، کن کن منکرات کی طرف بلایا جاتا ہے۔ ایک سابق حکومت کے دور میں لاہور کی معروف مسجد میں گانے کی شوٹنگ کی گئی اور پوری دنیا کو دکھائی گئی۔ سندھ حکومت نے قرآن کے سلیبس کو نصاب میں شامل نہیں کیا لیکن ڈانس سکھانے کے لیے سینکڑوں ٹیچرز کو بھرتی کر لیا گیا۔ اسی طرح دوست احباب کے درمیان شیئرنگ کا جائزہ لے لیں، دن میں کتنی مرتبہ نیکی اور بھلائی کے کاموں پر ڈسکشن ہوتی ہے، جبکہ برائی اور بے حیائی کے کاموں کی کس قدر شیئرنگ ہوتی ہے؟ بے حیائی اور فحاشی پر مبنی ڈانس پارٹیز اور کنسرٹس کی دعوت دی جاتی ہے، گھروں میں بیٹیاں اگر پردہ کرنے لگ جائیں تو ماں باپ ان کو روک دیتے ہیں، کئی مرتبہ لڑکے اتباع سنت میں داڑھی رکھ لیتے ہیں تو والدین پریشر ڈال کر صاف کروا دیتے ہیں۔

آج پوری قوم نے بچوں کے ہاتھ میں سمارٹ فون دے دیے ہیں جہاں دنیا جہاں کی بے حیائی، فحاشی اور بدکاری کی دعوتیں موجود ہیں اور اس سے آگے بڑھ کر اخلاق کا بیڑہ غرق ہونے اور عقیدے تک ضائع ہو جانے کے معاملات آ جاتے ہیں، اس سارے تناظر میں آج ہم کہاں کھڑے ہیں، ذرا اپنا جائزہ لیں کہ کہیں ہمارا طرزِ عمل منافقین والا تو نہیں ہے؟ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ ضروری ہے کہ ہم اپنے طرزِ عمل پر نظر ثانی کریں اور ہم میں سے ہر ایک شخص اور ہر ایک ادارہ اپنی

جگہ پر اپنی ذمہ داری ادا کرے کیونکہ ہر ایک سے اس بارے میں پوچھا جائے گا۔ اگر شوہر ہے تو بیوی کے بارے میں جوابدہ ہوگا، باپ ہے تو اولاد کے بارے میں، حکمران ہے تو رعایا کے بارے میں جوابدہ ہوگا کہ جہاں تمہارا اختیار تھا تم نے برائی سے روکا؟ نیکی کا حکم دیا؟ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر شخص اپنی رعیت پر نگہبان ہے اور تم میں سے ہر شخص سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔''

وہ لوگ کہ جن کے سامنے دین کا جامع تصور واضح ہو جائے کہ دین صرف انفرادی زندگی کے معاملات کے حوالے سے رہنمائی نہیں دیتا بلکہ یہ زندگی کے تمام گوشوں کے لیے رہنمائی دیتا ہے اور یہ اپنے ماننے والوں سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ خود بھی اللہ کی بندگی کریں، دوسروں کو بھی اللہ کی بندگی کی دعوت دیں اور بندگی والے نظام کو قائم کرنے کی جدوجہد بھی کریں۔ یہ بات جن کی سمجھ میں آجائے وہ بھی اگر دنیا کی محبت میں ڈوب کر اللہ کے دین کے تقاضوں سے فرار اختیار کرتے ہیں تو قرآن ان کے اس طرزِ عمل کو بھی مرض اور نفاق قرار دیتا ہے۔ یعنی اللہ کے دین کی دعوت اور اقامت دین کی جدوجہد سے راہِ فرار اختیار کرنا بھی منافقانہ طرزِ عمل ہے۔ احادیث میں منافقین کی کچھ علامات بھی بیان ہوئی ہیں جیسے جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی کرنا، خیانت کرنا، جھگڑا ہو جائے تو گالم گلوچ کرنا وغیرہ۔ آگے فرمایا:

﴿وَيَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ۭ﴾ ''اور اپنے ہاتھوں کو بند رکھتے ہیں۔''

منافقین پر اللہ کی راہ میں خرچ کرنا بڑا بھاری گزرتا ہے کیونکہ دل میں یقین نہیں ہوتا۔ اسی طرح سورۃ النساء میں بیان ہوا ہے کہ منافقین پر اللہ کی راہ میں ہجرت کرنا اور قتال کرنا بھی بڑا بھاری گزرتا ہے۔ اُن کا مزاج اس پر آمادہ نہیں ہوتا۔ آج کتنے صاحب زکوٰۃ ہیں جو زکوٰۃ ادا نہیں کرتے، کتنے زمیندار، جاگیردار ہیں جو عشر ادا نہیں کرتے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے:

((ان فی المال لحقًا سوی الزکاۃ))

آج کتنے لوگ ہیں جو یتیموں، بیواؤں اور مستحقین پر خرچ نہیں کرتے بلکہ مستحقین کا حق کھا جاتے ہیں، دنیا میں کتنا ہی خود کو بچالیں چھپالیں لیکن روزِ قیامت خود ان کے ہاتھ، پیر، زبان اور ان کے دوسرے اعضاء اُن کے خلاف گواہی دیں گے۔

﴿يَوْمَىِٕذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝۴﴾ (الزلزال)

''اُس دن یہ اپنی خبریں کہہ سنائے گی۔''

اور لکھا ہوا نامہ اعمال پیش کر دیا جائے گا:

﴿اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝۱۴﴾ (بنی اسرائیل) ''پڑھ لو اپنا اعمال نامہ! آج تم خود ہی اپنا حساب کر لینے کے لیے کافی ہو۔''

اپنے نامہ اعمال کو پڑھ کر انسان خود جان لے گا کہ وہ دنیا میں کیا کر کے آیا ہے۔ آج ہمارا معاشرہ جبر کے تحت ہے، لوگ بے چارے سسک سسک کر جی رہے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے وسعت عطا فرمائی ہے وہ اپنی اخلاقی اور دینی ذمہ داری سمجھتے ہوئے کچھ تو لوگوں کو contribute کرنے کی کوشش کریں۔ یہ اشرافیہ جو انگریز ہم پر مسلط کر گیا شروع دن سے ساری مراعات اس کے لیے ہیں اور سارا بوجھ غریب عوام پر ہے۔ آج قوم مشکل میں ہے تو اس اشرافیہ میں سے کچھ تو آگے آئیں اور کہیں کہ ہم اضافی تنخواہ، مراعات یا اتنا حصہ قوم کے لیے وقف کرتے ہیں۔ کم از کم اتنا حصہ جو ان کی عیاشیوں، فضولیات اور بعض مرتبہ ناجائز کاموں پر خرچ ہوتا ہے وہ تو مخلوق خدا کے حوالے کرنے کی ہمت پکڑیں۔

سورۃ توبہ اس تناظر میں نازل ہوئی تھی کہ مدینہ میں اسلامی ریاست قائم ہو چکی تھی اور رومن ایمپائر کے ساتھ

پریس ریلیز 13 اکتوبر 2023ء

عالمِ کفر 'ملتِ واحدہ' بن کر مسلمانوں کو للکار رہا ہے

شجاع الدین شیخ

عالمِ کفر 'ملتِ واحدہ' بن کر مسلمانوں کو للکار رہا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ غزہ کی کھلی جیل میں محصور اور مظلوم مسلمانوں نے قابض صہیونیوں کو ارضِ مقدس سے نکال باہر کرنے اور اسرائیلیوں سے اپنے علاقے واپس لینے کے لیے جوابی اقدام کیا ہے۔ فلسطینیوں کو پورا حق حاصل ہے کہ وہ پون صدی سے مسلسل جارحیت کا ارتکاب کرنے والے اسرائیل کے خلاف جوابی کارروائی کریں۔ اس وقت صورتِ حال یہ ہے کہ جذبۂ ایمانی سے سرشار نہتے فلسطینی مسلمانوں پر اسرائیل وحشیانہ بمباری کر رہا ہے۔ اسرائیل کے تمام صہیونی شہری عسکری طور پر تربیت یافتہ اور قابض فوج کا حصہ ہیں وہ غزہ کا مکمل محاصرہ کر چکے ہیں اور جنگ کا باقاعدہ حصہ ہیں۔ غزہ کے بیس لاکھ سے زائد شہریوں کو اشیاء خوردونوش، ادویات، بجلی، گیس اور پانی سمیت تمام بنیادی ضروریاتِ زندگی کی ترسیل روک دی گئی ہے۔ بدقسمتی سے مسلمان ملک مصر، غزہ کے محاصرے میں اسرائیل کا ہاتھ بٹا رہا ہے۔ مغربی ممالک کے حکمران اور میڈیا دن رات ہر سطح پر اور ہر طریقے سے اسرائیل کی بھرپور مدد کر رہے ہیں۔ وحشیانہ اسرائیلی مظالم کے خلاف اور فلسطینیوں کے حق میں اُٹھائی جانے والی ہر آواز پر سختی سے پابندی لگا دی گئی ہے۔ لیکن مسلمان ممالک کے حکمران کھل کر اسرائیل کی مذمت تک نہیں کر رہے چہ جائیکہ فلسطینی مسلمانوں کی مدد کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ حرمِ مکی اور حرمِ مدنی کے بعد بیت المقدس مسلمانوں کے لیے مقدس ترین مقام ہے جو ہمارا قبلۂ اوّل بھی ہے۔ لہٰذا فلسطین کی سرزمین اور وہاں بسنے والے مسلمانوں کا دفاع اور اُن کی مدد، دنیا بھر کے مسلمانوں کی اجتماعی ذمہ داری ہے۔ آج اگر مسلمان امتِ واحدہ کی صورت میں متحد ہوتے تو عالمِ کفر کو کبھی یہ جرأت نہ ہوتی کہ دنیا کے کسی بھی خطے میں مسلمانوں کو میلی نظر سے دیکھتا۔ حقیقت یہ ہے کہ فلسطین کا دفاع محض مذمتی بیانات سے نہیں بلکہ جرأتِ ایمانی کے ساتھ سفارتی، تجارتی اور عسکری اقدامات اٹھانے سے ہی ممکن ہے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

جنگ کا مرحلہ درپیش تھا۔ اس موقع پر اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال خرچ کرنے کا بیان بھی آیا اور منافقین کا طرزِ عمل بھی بیان ہوا کہ وہ اللہ کی راہ میں جان اور مال خرچ کرنے سے گھبراتے ہیں۔ آج دین مغلوبیت کے دور سے گزر رہا ہے لہٰذا آج بحیثیت اُمتی ہمارے مال، ہماری صلاحیتوں، ہماری اوقات، ہماری مہارتوں کا بہترین استعمال اللہ کے رسول ﷺ کے مشن کے لیے ہونا چاہیے۔ لہٰذا جن کے دل میں ایمان ہے ان کی اولین ترجیح اللہ کی راہ میں خرچ کرنا ہوگا جبکہ جو منافقین ہیں ان کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوگی۔ ان کے بارے میں آگے فرمایا:

﴿نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ۭ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝﴾ ''انہوں نے اللہ کو بھلا دیا تو اللہ نے (بھی) انہیں نظر انداز کر دیا۔ یقیناً یہ منافق ہی نافرمان ہیں۔''

ان کی ترجیحات میں دنیا کا مال و دولت ہے، عیاشیاں ہیں، اولاد کے روشن مستقبل کی فکر ہے، کیریئر کی فکر ہے لیکن اللہ، اس کے رسول ﷺ اور اس کے دین کی کوئی فکر نہیں ہے، ان کی ترجیحات میں ہی یہ شامل نہیں ہے، گویا انہوں نے اللہ کو بھلا دیا۔ لہٰذا روزِ قیامت خدا کی رحمت میں سے بھی ان کے لیے کچھ نہیں ہوگا۔ سورہ طٰہٰ میں فرمایا:

''اور جس نے میری یاد سے اعراض کیا تو یقیناً اُس کے لیے ہوگی (دنیا کی) زندگی بہت تنگی والی' اور ہم اٹھائیں گے اسے قیامت کے دن اندھا (کر کے)۔ وہ کہے گا: اے میرے پروردگار! تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا ہے' جبکہ میں (دنیا میں) تو بینائی والا تھا۔ اللہ فرمائے گا کہ اسی طرح ہماری آیات تمہارے پاس آئیں تو تم نے انہیں نظر انداز کر دیا' اور اسی طرح آج تمہیں بھی نظر انداز کر دیا جائے گا۔'' (آیات:124،126)

اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔ زیر مطالعہ آیات میں منافقین کے بیان کے بعد اب آگے آیت 71 میں مومنین کا بیان ہے۔ فرمایا:

﴿وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاۗءُ بَعْضٍ ۘ﴾ ''اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں' یہ سب ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔''

منافقین کے لیے اولیاء کا لفظ نہیں آیا۔ اس لیے کہ منافقین کا تعلق خودغرضی اور مفاد پرستی پر مبنی ہوتا ہے، غرض ختم تو تعلق ختم۔ انہیں ایک دوسرے کی بھلائی اور خیر خواہی سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔ جبکہ اولیاء کا معاملہ ایسا نہیں ہوتا۔ اولیاء تو وہ ہوتے ہیں جو ایک دوسرے کے خیر خواہ، معاون و مددگار ہوتے ہیں، ایک دوسرے کو برائی سے روکتے ہیں اور نیکی کی تلقین کرتے ہیں۔ اس لیے کہ ان کا تعلق دنیا پرستی کے لیے نہیں ہوتا بلکہ وہ زندگی کا اصل مقصد جانتے ہیں، ان کا ایک ultimate vision ہوتا ہے کہ انہوں نے آخرت کی طرف جانا ہے۔ اس لیے ان کا تعلق بڑا پائیدار اور خیر خواہی پر مبنی ہوتا ہے۔ جیسا کہ سورہ یٰسین میں شہید کا ذکر آتا ہے:

''کہہ دیا گیا کہ تم داخل ہو جاؤ جنت میں! اس نے کہا: کاش میری قوم کو معلوم ہو جاتا۔ وہ جو میرے رب نے میری مغفرت فرمائی ہے اور مجھے باعزت لوگوں میں شامل کر لیا ہے۔'' (آیت 27،26)

یعنی جنت میں پہنچ کر بھی وہ پیچھے والوں کی فکر کر رہا ہے۔ یہ تعلق سچے ایمان کی بنیاد پر نصیب ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک معروف حدیث میں ہے کہ اہل ایمان ایک جسم کی مانند ہیں، جیسے جسم کے کسی ایک حصے میں تکلیف ہو تو پورا جسم اس تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ کی خاطر محبت کرنے والا ایک مشرق میں ہوگا اور دوسرا مغرب میں ہوگا تو اللہ دونوں کو جنت میں ملا دے گا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ روزِ محشر اللہ تعالیٰ سات قسم کے افراد کو اپنے عرش کے سائے میں جگہ دے گا۔ ان میں دو وہ افراد ہوں گے جو اللہ کی محبت کی وجہ سے ملے اور اللہ کی محبت کی خاطر جدا ہوئے۔ لہٰذا سچے ایمان کی بنیاد پر جو تعلق قائم ہوتا ہے وہ بڑا ہی پائیدار اور خیر خواہی پر مبنی ہوتا ہے۔ چاہیے وہ رشتہ میاں بیوی کی شکل میں ہو، والدین اور اولاد کی شکل میں ہو یا کسی دینی اجتماعیت کے ساتھ جُڑنے کے نتیجے میں ہو، ایسے لوگ ایک دوسرے کے مددگار، معاون اور خیر خواہ ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ انہیں آخرت کی فکر ہے۔ وہ ایک دوسرے کے بامقصد ساتھی ہوتے ہیں۔ اللہ کی رضا ان کا مقصد ہوتا ہے اور اس کے لیے دنیا میں دینی تقاضوں کو پورا کرنا، رسول اللہ کے مشن کو لے کر چلنا ان کی ترجیحات میں شامل ہوتا ہے۔ اسی لیے فرمایا:

﴿يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۭ﴾ ''وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں' بدی سے روکتے ہیں' نماز قائم کرتے ہیں' زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔''

اسی تناظر میں ہم اپنا بھی جائزہ لیں کہ کیا ہم اپنے بالغ بچوں کو کم از کم فجر کی نماز کے لیے اٹھاتے ہیں؟ اگر شوہر ہے تو کیا بیوی کو اُٹھاتا ہے کہ نماز پڑھ لے؟ اگر کسی نے جھوٹ بول دیا تو اس کی تھوڑی بہت تادیب ہوتی ہے کہ نہیں؟ اپنی ذات سے شروع کریں اور پھر اپنے گھر، حلقہ احباب، آفس، اداروں اور پھر معاشرے پر اپلائی کریں۔ جہاں ہمارا اختیار ہے وہاں ہم نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں؟ اس آئینے میں ہم دیکھ سکتے ہیں کہ ہمارا طرزِ عمل مومنوں والا ہے؟ قرآن پاک بارہا بتاتا ہے کہ ایمان والے ایمان کا دعویٰ کر کے بیٹھے نہیں رہتے۔ ان کی زندگی میں ایک متحرک انداز نظر آتا ہے۔ نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت میں زندگی گزارنا ان کی اولین ترجیح ہوتا ہے۔ یعنی اُمت کا جو مشن ہے اس کے لیے ہمہ وقت آمادہ و سرگرداں رہتے ہیں۔ صرف جمعہ کی نماز یا پانچ وقت کی نماز کی ادائیگی تک ہی محدود نہیں رہتے بلکہ بحیثیت اُمتی ان کی پوری زندگی اطاعت الٰہی میں گزرتی ہے۔ نماز بھی فرض ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ((من ترک صلوٰۃ متعمدا فقد کفر)) ''جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کر دی وہ کفر کر چکا۔'' یہ عملاً کفر کی بات ہے۔ اہل جہنم سے جنت والے پوچھیں گے:

﴿مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝﴾ ''تم لوگوں کو کس چیز نے جہنم میں ڈالا؟'' پہلا جواب ہوگا: ﴿لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝﴾ (المدثر) ''ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے۔''

قیامت کے دن پہلا سوال نماز کے متعلق ہوگا اور جس کی نماز درست اس کے باقی معاملات بھی درست ہوں گے۔ جس کی نماز میں کمی کوتاہی ہوگی، اُس کا آگے بھی معاملہ ناکام ہوگا۔ اسی طرح زکوٰۃ بھی فرض ہے اور دین کا بہت اہم رکن ہے مگر دین فقط چند عبادات کا نام نہیں ہے بلکہ اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے جھکا دینے کا نام اسلام ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں فرمان ہے:

﴿اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً ۠﴾ (البقرۃ:208)

''اسلام میں داخل ہوجاؤ پورے کے پورے۔''
زندگی کے ہر گوشے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت درکار ہے۔ جو لوگ اس معیار پر پورا اُتریں گے وہی کامیاب و کامران ہوں گے۔ اسی لیے آگے فرمایا:

﴿اُولٰٓئِکَ سَیَرۡحَمُہُمُ اللّٰہُ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیۡزٌ حَکِیۡمٌ ﴿۷۱﴾﴾ ''یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ رحمت فرمائے گا۔ یقیناً اللہ زبردست' حکمت والا ہے۔''

ہم دعائیں کرتے ہیں:

﴿وَاعۡفُ عَنَّا ٝ وَاغۡفِرۡ لَنَا ٝ وَارۡحَمۡنَا ٝ﴾ (البقرۃ:286) ''اور ہم سے درگزر فرماتا رہ! اور ہمیں بخشتا رہ! اور ہم پر رحم فرما۔''

﴿رَّبِّ اغۡفِرۡ وَارۡحَمۡ وَاَنۡتَ خَیۡرُ الرّٰحِمِیۡنَ ﴿۱۱۸﴾﴾ (المؤمنون) ''پروردگار! تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما' اور تُو تمام رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔''

﴿رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا ٜ وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا وَتَرۡحَمۡنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ﴿۲۳﴾﴾ (الاعراف) ''اے ہمارے رب! ہم نے ظلم کیا اپنی جانوں پر' اور اگر تُو نے ہمیں معاف نہ فرمایا اور ہم پر رحم نہ فرمایا تو ہم تباہ ہونے والوں میں سے ہوجائیں گے۔''

دعا بھی کرنی چاہیے لیکن مومنین کی درجہ بالا صفات اپنے اندر پیدا کریں گے تو اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا۔ ورنہ منافقین کے بارے میں فرمادیا کہ جیسے تم نے اللہ کو بھلا دیا ایسے اللہ روز قیامت تمہیں بھی نظر انداز کر دے گا۔ یعنی اللہ کی رحمت ان کو نصیب نہیں ہوگی۔ جبکہ ادھر مومنین کی صفات بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ ان پر اللہ رحمت فرمائے گا۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی رحمت کا مستحق بننے کے لیے ایمان اور ایمان والی دوستی اور اس کے تقاضوں پر عمل ضروری ہے۔ جس میں انفرادی سطح پر بھی اللہ کی بندگی اور اجتماعی سطح پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضے کو انجام دینا اور ہمہ وقت اللہ اور اس کے رسولؐ کی کامل اطاعت کی کوشش کرنا شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نفاق کے طرزِ عمل سے ہماری حفاظت فرمائے اور سچا ایمان اور اس کے تقاضوں پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

❁ ❁ ❁

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(21 ستمبر تا 2 اکتوبر 2023ء)

جمعرات (21-ستمبر) کو مرکزی اُسرہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔

جمعہ (22-ستمبر) کو قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ شام کو لاہور آنا ہوا۔

ہفتہ (23-ستمبر) کو حلقہ ساہیوال ڈویژن کے سالانہ دورہ کے حوالہ سے عارف والا گئے۔ بعد نماز ظہر نور محل شادی ہال قبولہ روڈ میں ''پاکستان کے مسائل اور ان کا حل'' کے موضوع پر اجتماع عام سے خطاب فرمایا، جس میں رفقاء تنظیم کے علاوہ 230 کے قریب مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی۔ تقریباً سوا 4 بجے وہاڑی روانگی ہوئی۔ وہاڑی مرکز میں بعد نماز مغرب ''پاکستان کے مسائل اور ان کا حل'' کے موضوع پر اجتماع عام سے خطاب فرمایا۔ اس میں رفقاء کے علاوہ 300 کے قریب مرد اور 100 کے قریب خواتین نے شرکت کی۔ بعد نماز عشاء عارف والا واپسی ہوئی۔

اتوار (24-ستمبر) کو صبح 9 بجے قرآن مرکز عارف والا میں رفقاء حلقہ کے اجتماع میں شریک ہوئے۔ رفقاء سے ملاقات اور سوال وجواب کی نشست ہوئی۔ بعد ازاں نئے رفقاء اور ملتزم رفقاء سے بیعت کا اہتمام کیا گیا۔ بعد نماز ظہر حلقہ کے ذمہ داران سے ملاقات کی اور سوال وجواب کی نشست ہوئی، جو 3 بجے تک جاری رہی۔ بعد ازاں امام مسجد، قرآن مرکز کے بیٹے کی عیادت کے لیے ان کے گھر جانا ہوا۔ بعد نماز عصر ساہیوال کے لیے روانگی ہوئی۔ وہاں پر شادی ہال جہال روڈ میں ''پاکستان کے مسائل اور ان کا حل'' کے عنوان سے اجتماع عام سے خطاب کیا۔ اس میں رفقاء کے علاوہ 300 کے قریب مرد اور تقریباً 50 خواتین نے شرکت کی۔ بعد ازاں لاہور واپسی ہوئی۔ اس سارے پروگرام کے دوران نائب ناظم اعلیٰ وسطی پاکستان اور امیر حلقہ شریک رہے۔

پیر (25-ستمبر) کی صبح نصاب قرآنی کے حوالہ سے ایک تربیتی پروگرام میں شرکت کی۔ بعد نماز ظہر شعبہ مالیات اور نظامت سے میٹنگز کیں۔ شام کو کراچی واپسی ہوئی۔

منگل (26-ستمبر) کو پاکستان نیوی کے ایک کالج میں سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر خطاب کیا۔ محترم نسیم الدین صاحب، کوڈاوی صاحب، پروفیسر خلیل الرحمن صاحب اور محمد فہیم خان صاحب سے فون پر رابطہ کیا اور ان کی خیریت دریافت کی۔ باقی معمول کی مصروفیات رہیں۔

جمعرات (28-ستمبر) کو مرکزی اُسرہ کے اجلاس میں آن لائن شرکت کی۔ بحریہ ٹاؤن کراچی کے آڈیٹوریم میں سیرت نبوی ﷺ کے پروگرام میں خطاب کیا۔

جمعہ (29-ستمبر) قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ حلقہ شمالی کراچی کے دورہ کے حوالہ سے گلشن معمار شام میں 03 صاحب فراش رفقاء سے ملاقاتیں کیں۔ بعد نماز عشاء علاقے کی مسجد زبیدہ میں خطیب مسجد سے ملاقات کی اور ان کی درخواست پر سیرت کے حوالے سے مختصر گفتگو ہوئی۔ رات 9 بجے جامع مسجد مصطفیٰ میں ''نبی اکرم ﷺ سے ہمارا تعلق اور تقاضے'' کے حوالے سے اجتماع عام میں دعوتی خطاب کیا، جس میں رفقاء واحباب سمیت 600 مرد اور 400 خواتین نے شرکت کی۔

ہفتہ (30-ستمبر) کی صبح قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں 7، 8 علماء کرام سے ناشتہ پر تقریباً 2 گھنٹے ملاقات ہوئی۔ بعد ازاں ایک صاحب فراش رفیق سے ملاقات کی۔ 11 بجے دارالعلوم رحمانیہ کے مہتمم مولانا عبدالرحمن مدنی سے ملاقات کی۔ دوپہر ساڑھے بارہ بجے نیو کراچی انڈسٹریل ایریا میں واقع مسجد میں سیرت النبی ﷺ کے حوالے سے درس قرآن دیا۔ شام کو دو بیمار رفقاء کی عیادت کی۔ بعد نماز مغرب حلقہ کراچی شمالی کے ذمہ داران سے ملاقات کی۔ مقامی تناظیم کے تعارف کے بعد سوال وجواب کی طویل نشست ہوئی۔

اتوار (یکم اکتوبر) صبح 9 بجے قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں حلقہ کے تمام رفقاء سے ملاقات اور سوال وجواب کا سلسلہ رہا۔ اجتماع کے اختتام پر بیعت مسنونہ کا اہتمام کیا گیا۔ بعد نماز ظہر چند احباب سے تقریباً 2 گھنٹے خصوصی ملاقات رہی۔ شام میں بزرگ رفیق لقمان صاحب سے ملاقات ہوئی۔ بعد نماز مغرب اورنگی ٹاؤن میں مسجد غفوریہ کے امام وخطیب مولانا آزاد کی دعوت پر ملاقات اور مسجد میں مختصر گفتگو کی۔ بعد نماز عشاء مومن آباد میں واقع فٹ بال گراؤنڈ میں منعقدہ کانفرنس میں سیرت کے موضوع پر خطاب کیا جس میں دو مقامی علماء بھی بطور مہمان مقرر مدعو تھے۔ اس دوران نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان اور امیر حلقہ امیر محترم کے ہمراہ رہے۔

سوموار (02-اکتوبر) کو شام میں PAF بیس Bholari میں ایک بڑی مسجد میں بیس کے سٹاف کے ساتھ سیرت کے موضوع پر خطاب کیا۔ ڈاکٹر محمد طاہر خان خاکوانی صاحب سے رابطہ اور ان کی عیادت کا موقع ملا۔

اس دوران نائب امیر سے مستقل آن لائن رابطہ رہا۔

رسوم ورواج کی بے جا پابندی

مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت تنظیم اسلامی

رسوم و رواج کا تعلق انسان کی خوشی اور غمی سے ہے۔ ہر علاقہ اور قوم کی اپنی رسوم و رواج ہوتی ہیں۔ اسلام نے قومی، علاقائی اور خاندانی رسوم ورواج کو اکثر صورتوں میں برقرار رکھا ہے بشرطیکہ یہ شریعت کے کسی واضح حکم، محکم عقیدہ یا دین کے ساتھ وابستگی کی کسی بھی صورت سے متصادم نہ ہوں یا ان رسوم ورواج کے کرنے سے دین کی روح مجروح نہ ہوتی ہو۔ ایسی رسوم ورواج انسانی معاشرت میں خوبصورتی اور دلکشی پیدا کرتی ہیں اور انسانوں کو ذہنی اور نفسیاتی گھٹن سے محفوظ رکھنے میں بہت کارگر ثابت ہوتی ہیں۔

مثال کے طور پر ہمارے باپ دادا کے زمانے میں جب کسی گھر میں کوئی شادی کا موقع ہوتا تو مقامی رشتہ دار اور پڑوس کی عورتیں شادی والے گھر میں آکر کپڑے سیا کرتی تھیں۔ شادی کے موقع پر مہمانوں کے لیے پکنے والی دالیں اور چاول پہلے سے چھان پھٹک کر صاف کرتی تھیں۔ ساتھ ساتھ ہنسی مذاق بھی ہوتا رہتا تھا۔ یہی عورتیں کھانے پکانے اور برتن دھونے میں بھی مدد کردیا کرتی تھیں۔ اس طرح نہ تو شادی والے گھر پر کوئی اضافی مالی بوجھ پڑتا اور نہ ہی گھر سے باہر نکل کر میرج ہال میں مہندی اور ناچ گانے ہوا کرتے تھے۔

ان رسوم ورواج کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ لوگ ایک دوسرے سے جڑے رہتے ہیں۔ شادی بیاہ، غمی، بیماری یا کسی عزیز کی وفات کے موقع پر دور ونزدیک کے رشتہ دار اور احباب کی ایک دوسرے سے ملاقات ہوجاتی ہے۔ ایک دوسرے کے حالات سے واقفیت ہوتی ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے مسائل سے آگاہی ہونے سے لوگ ایک دوسرے کی مدد کرسکتے ہیں۔

خرابی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب ہم رسوم و رواج کو دین سے ٹکراؤ کی صورت میں لا کھڑا کرتے ہیں۔ ہم نے اکثر مباح رسومات کو بھی حرام یا کم از کم مکروہ تو ضرور ہی بنالیا ہے۔ سچی دینداری کا تقاضا تو یہ ہے کہ کم از کم ان رسومات سے تو فوری چھٹکارا حاصل کرلیا جائے جن میں ظاہرداری اور دکھاوا غالب ہے۔ اس کے بعد ان رسوم ورواج کی طرف بھی توجہ کرکے ان سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہیے جو کسی نہ کسی دینی ضرر کا موجب بنتی ہیں۔

شادی کی بے جا رسومات:

شادی بیاہ کی رسومات میں سب سے پہلی خرابی تو منگنی کی رسم میں ہے۔ علماء نے منگنی خفیہ رکھنے کو مستحب قرار دیا ہے۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ کہیں فسادی اور حاسد لوگ منگنی کے تعلق کو خراب نہ کردیں۔ علماء کے اس موقف کی تائید رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے بھی ہوتی ہے: ''اپنے کام پورے کرانے کے لیے معاملات کو خفیہ رکھ کر اللہ سے مدد چاہو۔'' (طبرانی)

لیکن ہمارے معاشرے میں منگنی کی رسم بھی خوب دھوم دھام سے منائی جاتی ہیں۔ شادی بیاہ کی تمام رسومات میں ایک اور خرابی دکھاوا اور ظاہرداری ہے۔ دولہا اور دلہن کا زرق برق بھڑکتا ہوا لباس، دلہا کی سہرابندی، گلے میں نوٹوں کے ہار، روپے پیسے کا وار پھرک اور فوٹو سیشن اس کے بعد بینڈ باجے کے ساتھ بارات روانہ ہوتی ہے۔ اکثر اوقات حیثیت نہ ہونے کے باوجود نئے ماڈل کی کار کرایہ پر منگائی جاتی ہے اور اسے سجایا جاتا ہے۔ یہ سب دکھاوا نہیں تو اور کیا ہے؟

دوسری خرابی بے پردگی اور بے شرمی کی رسومات ہیں۔ دولہا کی بھابیاں دولہا کی آنکھوں میں سرمہ لگاتی ہیں اور اس سے پیسے بٹورتی ہیں۔ مہندی اور ابٹن کی رسومات میں عورتیں کھلے بال اور بغیر چادر کے لباس میں ہی میں ہوتی ہیں اور لڑکیوں اور لڑکوں کے اکٹھے ڈانس ہوتے ہیں اور اس نوع کی ہر ہر علاقے کی بے شمار رسومات ہیں

تیسری خرابی مہنگائی کے باوجود پیسے کا اسراف ہوتا ہے۔ دولہا اور دولہن کے والدین کے ساتھ ساتھ مہمانوں پر بھی شادی میں شرکت بوجھ بن جاتی ہے۔ انہیں بھی پیسوں کے لفافے دینے پڑتے ہیں۔ کھانا بہت بڑی مقدار میں ضائع ہوتا ہے۔ اکثر اوقات غریب رشتہ داروں کو تو بلایا ہی نہیں جاتا۔

چوتھی خرابی یہ ہے کہ ان رسومات کو پورا کرنے کی وجہ سے شادیاں بڑی عمر میں ہوتی ہیں۔ یا لڑکیاں شادی کے اخراجات نہ ہونے کی وجہ سے گھر بیٹھی بیٹھی بوڑھی ہوجاتی ہیں۔ پانچویں خرابی یہ ہے کہ بچوں اور بچیوں کی بلوغت کے بعد دیر تک شادی نہ ہونے کی وجہ سے معاشرے میں بے راہ روی بڑھتی ہے۔ بے حیائی عام ہوجاتی ہے۔ زنا بالجبر اور جنسی ہراسگی کے واقعات ہوتے ہیں یا پھر لڑکے اور لڑکیاں ذہنی مریض بن جاتے ہیں۔

فوتیدگی کی بے جا رسومات:

ہمارے معاشرے میں فوتیدگی کے موقع پر بھی بہت سی غیر مسنون رسومات رائج ہیں۔ میّت کو گھر کے صحن میں رکھ دیا جاتا ہے۔ رشتہ دار اور محلے کی خواتین رونے، پیٹنے اور بین کرنے ہی کو تعزیت سمجھتی ہیں۔ کفن پر ایک مخصوص چاک سے کلمہ طیبہ تحریر کیا جاتا ہے۔ دفن کرنے سے پہلے کفن میں ''عہد نامہ'' یا ''شجرہ'' رکھا جاتا ہے۔ عام طور پر فوتیدگی کے تیسرے روز قل، ہر جمعرات کو فاتحہ، دسواں، چہلم اور ہر سال برسی منائی جاتی ہے۔ اور ہر موقع پر میت کے گھر والے آنے والے رشتہ داروں اور احباب کی خاطر تواضع کرتے ہیں۔ عام طور پر نماز جنازہ میں بھی لوگ ایک دینی فریضہ سمجھ کر نہیں بلکہ رشتہ داری نبھانے کے لیے جانا ضروری سمجھتے ہیں۔

پیدائش کی رسومات:

پیدائش پر بچے کے ننھیال والوں پر تو لازم ہے کہ وہ نہ صرف بچے کے کپڑے بلکہ ماں باپ اور دادا دادی وغیرہ کے لیے بھی جوڑے لے کر آئیں۔ نومولود اگر بچی ہے تو اس کے لیے کوئی چھوٹا موٹا زیور بھی ضروری ہے۔ بچے کے ختنہ کی بھی باقاعدہ تقریب منائی جاتی ہے۔ اور لوگوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔

یہ تمام رسومات پورے معاشرے کے لیے بوجھ ہیں۔ ہر شخص ان کو بادلِ نخواستہ نبھاتا ہے۔ ان رسومات کو ناروا بھی سمجھتا ہے مگر خاندان اور برادری والوں سے کٹ جانے کے خوف سے مجبوراً نبھاتا ہے۔

سورۃ الاعراف آیت 157 میں نبی اکرم ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

''جو اتباع کریں گے رسول نبی اُمی (ﷺ) کا جسے

پائیں گے وہ لکھا ہوا اپنے پاس تورات اور انجیل میں وہ انہیں نیکی کا حکم دیں گے، تمام برائیوں سے روکیں گے اور ان کے لیے تمام پاک چیزیں حلال کر دیں گے اور حرام کر دیں گے ان پر ناپاک چیزوں کو اور ان سے اتار دیں گے ان کے بوجھ اور طوق جو ان (کی گردنوں) پر پڑے ہوں گے۔تو جو لوگ آپ (ﷺ) پر ایمان لائیں گے اور آپ (ﷺ) کی تعظیم کریں گے اور آپؐ کی مدد کریں گے اور پیروی کریں گے اُس نور کی جو آپؐ کے ساتھ نازل کیا جائے گا وہی لوگ ہوں گے فلاح پانے والے۔''

گویا کہ لوگوں کے لیے ان کی زندگی گزارنا آسان بنادیں گے۔ یہ بوجھ اور طوق وہ بے جا اور خود ساختہ پابندیاں اور رسومات ہیں جو معاشرے کے اندر کسی خاص طبقہ کے مفادات یا نمود و نمائش کی خواہش کی وجہ سے رواج پاتی ہیں اور بعد میں غریب لوگوں کو بھی انہیں نبھانا پڑتا ہے۔ پھر ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب ان کی وجہ سے ایک عام آدمی کی زندگی انتہائی مشکل ہو جاتی ہے۔ اس آیت میں بشارت دی جا رہی ہے کہ جب آخری نبی ﷺ آئیں گے تو وہ انسانیت کی غلط رسومات، خود ساختہ عقائد اور نظام ہائے باطلہ کے بوجھوں سے نجات دلا کر عدل اور قسط کا نظام قائم فرمائیں گے۔

لہٰذا اگر ہم دنیا کی پریشانیوں اور مصائب سے نجات اور اُخروی فلاح چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی زندگی نبی اکرم ﷺ کی سیرت سے قریب ترین رہ کر گزارنی ہوگی۔

سیرت کے درج ذیل واقعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک قبیح رسم کا خود حضور اکرم ﷺ کے ہاتھوں خاتمہ فرمایا۔

حضور اکرم ﷺ نے بعثت سے پہلے اپنے غلام حضرت زید بن حارثہ ؓ کو آزاد کر کے انہیں اپنا منہ بولا بیٹا قرار دے دیا تھا۔ ہجرت کے بعد مدینہ آ کر نبی اکرم ﷺ نے ان کی شادی اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینب بنت جحش ؓ سے کرادی مگر ان کا نباہ نہ ہو سکا۔ وہ بار بار آ کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور حضرت زینب ؓ کو طلاق دینے کی اجازت طلب فرماتے مگر نبی اکرم ﷺ انہیں روک دیتے۔ اس دوران نبی اکرم ﷺ محسوس فرما رہے تھے کہ اگر زید ؓ نے طلاق دے دی تو تالیف قلب کے لیے خود مجھے زینب ؓ سے نکاح کرنا پڑے گا لیکن ساتھ ہی آپ ﷺ کو منافقین و مخالفین کی طرف سے منفی پروپیگنڈے کا بھی اندیشہ تھا۔ اسی بناء پر سورۃ الاحزاب کی آیت 37 میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''اور (اے نبی ﷺ!) جب آپؐ کہتے تھے اُس شخص سے جس پر اللہ نے بھی انعام کیا تھا اور آپؐ نے بھی انعام کیا تھا کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس روکے رکھو اور اللہ سے ڈرو' اور آپؐ اپنے دل میں چھپائے ہوئے تھے وہ بات جسے اللہ ظاہر کرنے والا تھا' اور آپؐ لوگوں سے ڈر رہے تھے' حالانکہ اللہ اس کا زیادہ حقدار ہے کہ آپؐ اس سے ڈریں۔''

پس جب زید ؓ نے اس سے اپنا تعلق منقطع کر لیا تو اسے ہم نے آپ ﷺ کی زوجیت میں دے دیا تاکہ مؤمنوں کے لیے ان کے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے بارے میں کوئی تنگی نہ رہے جبکہ وہ ان سے اپنا تعلق بالکل کاٹ لیں۔ اور اللہ کا فیصلہ تو پورا ہو کر ہی رہنا تھا۔''

درج بالا آیت سے ہمیں یہ نصیحت حاصل ہوتی ہے کہ ہمیں بے جا رسوم و رواج کی ڈٹ کر مخالفت کرنی چاہیے۔ اس بارے میں ہمیں یہ خوف نہیں لاحق ہونا چاہیے کہ کوئی کیا کہے گا۔ خاندان یا برادری والے ناراض ہوتے ہوں تو ہوتے رہیں۔ ہم نے تو ہر حال میں رسول اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی دیکھنی ہے۔ اسی طرح خیر و بھلائی کے کاموں، دین کی طرف سے مشروع کاموں اور مثلاً شرعی پردہ اور شرعی لباس وغیرہ کو رواج دینے میں بھی ذرہ برابر مداہنت سے کام نہیں لینا چاہیے۔

لہٰذا ہمیں چاہیے کہ پیدائش، نکاح، فوتیدگی اور تدفین سے متعلق مواقع پر ہمیں نبی اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کے مطابق مسنون رسومات کو اپنائیں اور ہر قسم کی غیر مسنون رسومات سے اجتناب کریں۔

علاوہ ازیں ہمارے آباء و اجداد نے جن اچھی باتوں کو رواج دیا ہے ان کو ہم اپنائیں اور ہم بھی کوشش کریں کہ اچھی عادتوں اور خوبیوں کو رواج دیں۔ اسی طرح اگر آباؤ اجداد کی طرف سے کوئی غلط اور قبیح رسوم و رواج چلی آ رہی ہیں تو ان کو ختم کرنے کی خود بھی کوشش کریں اور لوگوں کو بھی ان کو ختم کرنے کی تلقین کریں۔ یاد رکھیں اگر آج ہم نے کسی نیکی کو رواج دے دیا تو قیامت تک جو لوگ اس پر عمل کریں تو ان سب کا ثواب ہمیں بھی ملے گا اور اگر کسی برائی کی بنیاد ڈال کر اس دنیا سے چلے گئے تو آخرت میں اس کا وبال ہمیں ہی بھگتنا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں نیکیوں کو رواج دینے اور برے رسوم و رواج کو ختم کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین یارب العالمین!

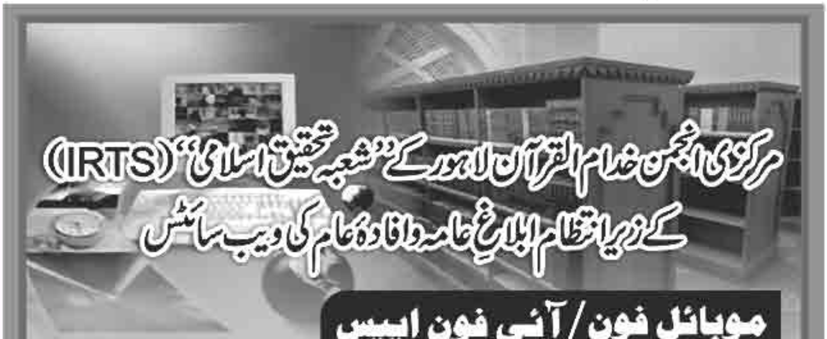

بھارت کی دہشت گردی صرف پاکستان تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ وہ تو عالمی دہشت گرد ہے، کینیڈا میں ہونے والے حالیہ واقعات ہمارے سامنے ہیں: ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف

پاکستان دشمن قوتیں کسی صورت نہیں چاہتیں کہ پاکستان میں امن ہو، یہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو، اور مستقبل میں اس خطے میں کوئی اہم رول ادا کرنے کے قابل ہو سکے: رضاء الحق

دہشت گردی کا خاتمہ مگر کیسے؟ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: 12 ربیع الاوّل کے دن مستونگ اور ہنگو میں ہونے والی دہشت گردی میں را اور بھارت ملوث بتائے جا رہے ہیں۔ ہمارے حکمرانوں نے یہ بیان دے کر اس مسئلے کا محرک تو بیان کر دیا ہے مگر اس سنگین مسئلے کا سدباب کب اور کیسے ہوگا، اس کا کوئی لائحہ عمل ہے ہمارے پاس؟

ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف: بھارت کی دہشت گردی صرف پاکستان تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ وہ تو عالمی دہشت گرد ہے۔ کینیڈا میں ہونے والے حالیہ واقعات ہمارے سامنے ہیں۔ 2006ء میں بھی 12 ربیع الاوّل ہی کو کراچی کے نشتر پارک میں دہشت گردی کا واقعہ پیش آیا تھا۔ اس طرح کے واقعات پیش آتے ہیں اور مسئلے کا محرک را اور بھارت بتائے جاتے ہیں۔ اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے کیونکہ بھارت ہمیشہ سے اس طرح کی کارروائیوں میں ملوث رہا ہے اور اس کا ثبوت کلبھوشن جادیو جیسے انڈین دہشت گردوں کا رنگے ہاتھوں پکڑے جانا ہے۔ اصل سوال یہ ہے کہ اس دہشت گردی کا سدباب کیا ہے۔ ظاہر ہے یہ کام کرنا حکومت کی ہی ذمہ داری ہے۔ چاہے اس میں را ملوث ہو، موساد ہو، دیگر انٹیلی جنس ایجنسیز ہوں، ان سب کی مداخلت کو روکنا اور امن کو قائم کرنا حکومت کا ہی کام ہے اس کو یہ کرنا چاہیے۔

سوال: پاکستان میں الیکشن کے انعقاد سے ذرا قبل دہشت گردی کے واقعات میں پے در پے اضافہ ہو رہا ہے اور اس کے نتیجہ میں ہمارے فوجیوں اور سول لوگوں کی ہلاکتیں دن بدن بڑھتی جا رہی ہیں۔ دہشت گردی کی یہ لہر پاکستان کی معیشت اور جمہوری عمل کے تسلسل کے لیے کس قدر نقصان دہ ثابت ہو سکتی ہے؟

رضاء الحق: دراصل پاکستان کی دشمن قوتیں کسی صورت نہیں چاہتیں کہ پاکستان میں امن ہو، یہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو اور مستقبل میں اس خطے میں کوئی اہم رول ادا کرنے کے قابل ہو سکے۔ ان دشمن قوتوں میں

مرتب: محمد رفیق چودھری

صف اول میں انڈیا ہے، امریکہ اس کی پشت پر ہے اور دیگر بھی کئی قوتیں ہیں، ان کی ایجنسیز پاکستان میں دہشت گردی کے واقعات میں ملوث ہوتی ہیں۔ المیہ یہ ہے کہ ہماری اپنی حکمران اشرافیہ اور مقتدر حلقوں نے شروع دن سے ملکی مفاد کو اہمیت نہیں دی۔ اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ پاکستان میں طالبانائزیشن کا خطرہ ہے۔ ماضی میں بھی یہ بات کہی جاتی رہی ہے۔ اس کے جواب میں بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کہا کرتے تھے کہ اگر آپ کو طالبانائزیشن کا خطرہ ہے تو آپ Islamization کی طرف آ جائیں۔ اسلام کا نظام عدل اجتماعی قائم کریں۔ پھر یہ کہ ہماری رائے میں اس سے کم تر سطح پر کم از کم جو اسلامی اقدار ہیں ان کو ہی نافذ کر دیں۔ جیسا کہ کوئی ایسی قانون سازی نہ کریں جو شریعت کے خلاف ہو، میڈیا میں ایسی چیزیں پروموٹ نہ کریں جو دینی اقدار کے خلاف ہوں۔ یعنی ایسے کام نہ کریں جس سے اسلام کی مخالفت کا تاثر ملے اور اس کو بنیاد بنا کر کوئی دہشت گردی کو ہوا دے۔ اسی طرح ابھی چین نے افغان طالبان کی حکومت کو تسلیم کر لیا ہے اور وہاں اپنا سفیر بھی تعینات کر دیا ہے۔ ہم کس انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں؟ اگر ہم نے 1996ء میں افغان طالبان کی حکومت کو تسلیم کر لیا تھا تو اب کیا حرج ہے؟ حالانکہ ہم یہ بھی سمجھتے ہیں کہ انہوں نے غاصب قوتوں کو افغانستان سے نکال کر جائز طریقے سے حکومت قائم کی ہے لہٰذا عالمی قانون کے تحت ان کا یہ حق بنتا ہے کہ ان کی حکومت کو تسلیم کیا جائے۔ جہاں تک الیکشن کی بات ہے، یہ ہوں یا نہ ہوں اصل بات یہ ہے کہ کسی بھی ملک کے معاشی اور سیاسی استحکام کے لیے ضروری ہے کہ وہاں دہشت گردی جیسے واقعات نہ ہوں۔ اگر ایسے واقعات ہوں گے تو باہر سے انوسٹمنٹ نہیں آئے گی جو معاشی استحکام کا بنیادی جز ہے۔ اسی طرح دہشت گردی کی صورت میں اندرون ملک انڈسٹری اور تجارت کو بھی شدید نقصان پہنچتا ہے۔ لہٰذا جب اندرون ملک بھی آپ کی پیداوار نہیں ہوگی اور باہر سے بھی انوسٹمنٹ نہیں آئے گی تو ملک کیسے ترقی کرے گا اور معیشت کیسے مستحکم ہوگی۔ یہی وجہ ہے اب چین نے بھی سی پیک اور دیگر منصوبوں کے حوالے سے ہاتھ کھینچنا شروع کر دیا ہے۔ جولائی 2022ء میں جو مشترکہ اجلاس ہوا تھا اس کی رپورٹس بعض اخبارات میں شائع ہوئی ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ چین اب پاکستان میں مزید انوسٹمنٹ اور سی پیک میں پیش رفت کے حوالے سے تحفظات کا شکار ہے۔ اس کی بنیادی وجہ امن و امان کی صورتحال ہے۔ سعودی عرب کی طرف سے بھی یہ بات سامنے آئی تھی کہ

وہ ریکوڈیک پراجیکٹ میں انوسٹمنٹ کرنا چاہتا ہے مگر اس کے لیے امن و امان ضروری ہے۔ امن و امان ہوگا تو معاشی ترقی بھی ممکن ہوگی۔

سوال: ہماری حکومت اس وقت غیر قانونی تارکین وطن خاص طور پر افغان مہاجرین کے خلاف ایکشن میں ہے اور یکم نومبر تک ان کو ڈیڈ لائن دے دی گئی ہے۔ اسی طرح افغان طالبان نے بھی TTP کے ان لوگوں کے خلاف ایکشن لینے کا عندیہ دیا ہے جو پاکستان میں دہشت گردی میں ملوث پائے جائیں گے۔ کیا ان دوطرفہ اقدامات سے دہشت گردی کے واقعات میں کمی ممکن ہوگی؟

ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف: ہماری حکومت نے براہ راست جو اعلان کیا ہے وہ غیر قانونی تارکین وطن کے حوالے سے ہے لیکن اخبارات میں جس طرح رپورٹ ہو رہا ہے اس سے یہ لگتا ہے کہ یہ آپریشن افغانیوں کے خلاف ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ پاکستان میں اس وقت کل 40 لاکھ افغانی تارکین وطن ہیں جن میں سے ایک محتاط اندازے کے مطابق 11 لاکھ غیر قانونی ہیں۔ تنظیم اسلامی دینی اجتماعیت کی بات کرتی ہے، افغان طالبان کی حکومت کو تسلیم کرنے کی بات کرتی ہے لیکن جو غیر قانونی تارکین وطن ہیں جن میں صرف افغانی نہیں ہیں بلکہ تاجک، منگول، ہزارہ اور دیگر بھی ہیں، ان میں سے جو دہشت گردی کی کارروائیوں میں ملوث ہوتے ہیں اور حکومت ان کے خلاف کارروائی کرتی ہے تو ہمیں حکومت کی حمایت کرنی چاہیے۔ اسلحہ اور منشیات کی سمگلنگ، اغواء برائے تاوان، خودکش دھماکوں سمیت بیشتر جرائم میں وہی لوگ ملوث ہوتے ہیں جو غیر قانونی ہیں۔ ان کے خلاف کارروائی عدل کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے ہونی چاہیے۔ البتہ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ ان کی آڑ میں قانونی تارکین وطن کے خلاف گھیرا تنگ کیا جائے۔ میری رائے میں صرف غیر قانونی تارکین وطن کو نکالنے سے دہشت گردی نہیں رکے گی۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمیں اپنے نظام کو بہتر بنانا ہوگا۔ عدل و انصاف قائم کرنا ہوگا۔ جہاں بھی دبے ہوئے اور پسے ہوئے لوگ ہیں چاہے وہ کے پی کے سے ہوں، بلوچستان سے ہوں، اندرون سندھ سے ہوں انہیں ان کے جائز حقوق دینا ہوں گے۔ ریاست اور حکومت کو چاہیے کہ ان کے ساتھ ہاتھ ملائے۔ دہشت گردی خود بخود رُک جائے گی۔ اگر ایران اور سعودی عرب آپس میں ہاتھ ملا سکتے ہیں تو ہم اپنے ہی شہریوں سے بات کیوں نہیں کر سکتے۔ اصل بات یہ ہے 1973ء کے آئین کو بنے ہوئے پچاس سال ہو گئے ہیں مگر اس کی روح کے مطابق اس پر عمل نہیں ہوا جس کی وجہ سے شورش بڑھی۔ ذوالفقار علی بھٹو کا عدالتی قتل ہوا، پھر اکبر بگٹی کا براہ راست قتل ہوا، اسی طرح دیگر کئی ماورائے آئین کام ہوئے جس کی وجہ سے حالات خراب ہوئے۔ اب وقت ہے کہ ناراض لوگوں سے ہاتھ ملایا جائے۔

سوال: دہشت گردی کا پہلا واقعہ پشاور پولیس لائن کی مسجد میں ہوا جس میں 60 سے زائد نمازی شہید ہوئے۔ دوسرا واقعہ بلوچستان میں امیر جماعت اسلامی سراج الحق صاحب پر خودکش حملہ کی صورت میں ہوا۔ تیسرا واقعہ باجوڑ میں جے یو آئی کے ورکرز کنونشن میں ہوا۔ اس میں بھی 60 سے زائد شہادتیں ہوئیں۔ چوتھا واقعہ سینیٹر حمد اللہ پر قاتلانہ حملے کی صورت میں ہوا جس میں وہ شدید زخمی ہوئے اور ابھی تک ہسپتال میں ہیں۔ اسی طرح اب بھی دہشت گردی کے جو واقعات ہو رہے ہیں ان سب میں ایک چیز مشترک ہے کہ اکثر دینی طبقہ اور دینی اکابرین ہی ٹارگٹ بن رہے ہیں۔ دوسری طرف دینی طبقہ پر ہی یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ اس کی برین واشنگ کی وجہ سے دہشت گرد پیدا ہوتے ہیں۔ اگر یہ الزام درست ہے تو پھر ان دہشت گردوں کا ٹارگٹ یہی دینی اکابرین اور دینی طبقہ کیوں ہیں؟

> اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ پاکستان میں طالبانائزیشن کا خطرہ ہے۔ اس کے جواب میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ کہا کرتے تھے کہ اگر آپ کو طالبانائزیشن کا خطرہ ہے تو آپ Islamization کی طرف آ جائیں۔

رضاء الحق: دہشت گرد اور جرائم پیشہ لوگ ہر معاشرے میں ہوتے ہیں، یہ یورپ میں بھی ہیں، یہودیوں میں بھی ہیں، عیسائیوں میں بھی ہیں، بدھسٹوں میں بھی ہیں، ہندو انتہا پسند بھی ہیں لیکن بدقسمتی سے نائن الیون کے بعد جب یورپ اور امریکہ میں کچھ خاص اصطلاحات کا آغاز ہوا تو ان کے ساتھ ان کا baggage بھی امپورٹ ہو کر ہمارے ہاں آ گئے۔ جیسا کہ یہ کہا جانے لگا کہ war on terror سے مراد یہ ہے کہ تمام مسلمان violent ہیں، extremist ہیں، radical ہیں، اس violence کو prevent کرنا ہے، اس کے لیے ہمیں بڑے پیمانے پر آپریشنز کی ضرورت ہے۔ بدقسمتی سے ہم نے بھی یہی کام یہاں پر کیے اور اس کے نتائج بہرحال ہمارے سامنے ہیں۔ ماضی میں کچھ ایسے واقعات ہوئے کہ مارکیٹس کو ٹارگٹ کیا گیا، یہ کہہ کر حجام کی دکانوں کو ٹارگٹ کیا گیا کہ داڑھی مونڈنا اسلام میں ناقابل قبول ہے، فلموں اور گانوں کی سی ڈیز کی دکانوں پر حملے کیے گئے، ہوٹلز کو اڑایا گیا، شاپنگ مالز، سینما گھروں کو ٹارگٹ کیا گیا۔ تاثر یہ دینا مقصود تھا کہ اس دہشت گردی کے پیچھے مذہبی عناصر ہیں۔ لیکن اب جبکہ صرف دینی طبقے اور دینی اکابرین کو دہشت گردی کے واقعات میں ٹارگٹ کیا جا رہا ہے تو اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے پیچھے باقاعدہ ایک منصوبہ بندی ہے اور اس کا مقصد امن و امان کو تباہ کرنا ہے۔ اب دنیا کا تسلیم شدہ اصول ہے کہ اس طرح کے violence کے خلاف ریاست ڈنڈے کا استعمال ضرور کرتی ہے مگر اس کے ساتھ یہ بھی دنیا کا تسلیم شدہ اصول ہے کہ ریاست کو پولیس سٹیٹ بھی نہیں بننا چاہیے۔ وہ لوگوں کو ان کے جائز حقوق دے، عدل و انصاف قائم کرے، جہاں حق تلفی ہو اس کا ازالہ کرے۔ لیکن بدقسمتی سے ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ بیرونی قوتوں کے کچھ ایجنٹ بھی حالیہ دہشت گردی میں ملوث ہیں اور یہ سب باقاعدہ ایک منصوبہ بندی کے تحت ہو رہا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ اس میں صرف مذہبی طبقہ ہی ملوث ہے۔

ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف: 2010ء کے آس پاس دہشت گردی کے واقعات مزاروں پر بھی ہوتے تھے جیسے لاہور میں سید علی ہجویریؒ کے مزار پر ہوا، بابا فریدؒ شکر گنج کے مزار پر ہوا، سندھ میں لال شہباز قلندرؒ کے مزار پر ہوا، کراچی میں عبداللہ شاہ غازیؒ کے مزار پر ہوا۔ اس وقت کہا جا رہا تھا کہ یہ فرقہ واریت کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ میرے خیال میں ایسا نہیں تھا، وجہ یہ تھی کہ

ان مقامات کو ٹارگٹ کرنا آسان تھا۔ اسی طرح 12 ربیع الاوّل کے جلوس کو ٹارگٹ کرنا آسان تھا کیونکہ ایسے مقامات اور جلوس میں عام لوگ زیادہ ہوتے ہیں ،وہاں سکیورٹی کا بھی کوئی خاص انتظام نہیں ہوتا اور وہاں ایک دھماکہ بہت زیادہ نقصان کا باعث بنتا ہے جس سے کہرام برپا ہوتا ہے اور دنیا کو یہ تاثر جاتا ہے کہ پاکستان ایک غیر محفوظ ملک ہے۔ دشمن قوتیں چاہتی ہیں کہ پاکستان میں کوئی انوسٹمنٹ نہ ہو اور پاکستان ترقی نہ کر سکے۔

سوال: پاکستان میں دہشت گردی کے اکثر وبیشتر واقعات کی ذمہ داری TTP قبول کرتی ہے۔ ہماری حکومت کبھی ان سے سیز فائر کرتی ہے اور کبھی مذاکرات کرتی ہے۔ پھر مذاکرات ختم کر کے ان کے خلاف آپریشن بھی شروع کر دیتی ہے۔ کیا اس طرح کی ڈنگ ٹپاؤ پالیسیز سے دہشت گردی کو روکنا ممکن ہوگا؟

ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف: خرابی کی بڑی وجہ یہی ہے کہ ہماری پالیسیوں میں استحکام نہیں ہے۔ گزشتہ 50 برس میں سے 29 سال تین بڑی سیاسی جماعتوں کی حکومت رہی اور 12 وزیر اعظم تبدیل ہوئے۔ 21 برس کے فوجی دور حکومت میں 5 وزیر اعظم رہے۔ ہر دفعہ جب بھی حکومت تبدیل ہوئی تو پہلے سے جاری پالیسیوں میں یوٹرن لیتے ہوئے نئی پالیسیاں بنائی گئیں۔ نائن الیون کے بعد بھی ایک یوٹرن لیا گیا۔ ڈمہ ڈولا کے مقام پر فجر کے وقت مدرسے پر فضائی حملہ کر کے 80 حافظ قرآن بچوں کو شہید کر دیا گیا۔ تب حکومت کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا لیکن جب امریکیوں کے ہاتھوں ہمارے فوجی جوان شہید ہوئے تو فوراً سپلائی لائن بند کر دی گئی۔ پھر لال مسجد میں بے گناہ بچیوں کو شہید کیا گیا، پھر قبائلی علاقوں میں ڈرون حملوں میں پورے پورے خاندان شہید کیے گئے، اگر کوئی زندہ بچ گیا تو اس کے پاس جینے کا کیا جواز باقی رہ گیا؟ پھر اس کا ردعمل بھی آیا۔ حالانکہ یہ ردعمل غلط تھا لیکن یہ ہماری پالیسیوں میں عدم استحکام کا نتیجہ تھا کہ اس طرح کا ردعمل آیا۔ اب ہمیں اگر امن قائم کرنا ہے تو اس ردعمل کے جواز کو ختم کرنا ہوگا۔ ان میں سے جو دینی طبقات ہیں ان کے ساتھ مذاکرات کیے جائیں ، ناراض حلقوں کو انصاف اور حقوق دیے جائیں۔ ان کے جائز مطالبات کو تسلیم کیا جائے۔ اس طرح ان طبقات کو اپنے ساتھ ملا کر پھر دہشت گردوں کے خلاف اقدام کیا جائے تو تب امن قائم ہوگا ورنہ ڈنگ ٹپاؤ پالیسیوں سے کبھی امن قائم ہونے والا نہیں ہے۔

> **وہ طبقات جو سکول، کالج کی تعلیم سے محروم ہیں ان کے پاس کم ازکم مساجد تو موجود ہیں۔ مساجد کو صرف نماز تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ ان کو قوم کی تعلیم و تربیت کے مراکز بھی بنایا جائے۔**

سوال: ہمارے ہاں good طالبان اور bad طالبان کی اصطلاح استعمال ہوتی رہی ہے۔ good طالبان یعنی افغان طالبان نے پاکستان سے وعدہ کیا تھا کہ افغان سرزمین پاکستان میں دہشت گردی کے لیے استعمال نہیں ہوگی لیکن افغانستان میں ان کی حکومت کو قائم ہوئے دوسال سے زیادہ کا عرصہ گزر چکا ہے مگر ابھی تک ہم دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان میں دہشت گردی کے جتنے واقعات ہو رہے ہیں وہ سب افغانستان سے ہی launch ہو رہے ہیں۔ افغانستان کی طالبان حکومت TTP کو وہاں پر کیوں شیلٹر فراہم کر رہی ہے؟

رضاء الحق: بنیادی بات سمجھنے کی یہ ہے کہ 'وعدہ' اور 'صلاحت' میں فرق ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ افغان طالبان نے دوحہ معاہدے میں تسلیم کیا تھا کہ افغان سرزمین دہشت گردی کو ایکسپورٹ کرنے کے لیے استعمال نہیں ہوگی۔ ابھی چند ماہ پہلے امریکہ کے ساتھ دوبارہ مذاکرات ہوئے ہیں ان میں بھی اس شرط کو دہرایا گیا ہے۔ اب ہمارے نگراں وزیر خارجہ نے بھی اس چیز کا تذکرہ کیا ہے کہ پاکستان اور افغان طالبان کے درمیان تعلقات کی خرابی کی اصل وجہ TTP ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جب افغان طالبان نے حکومت سنبھالی تو TTP پہلے سے وہاں موجود تھی اور امریکہ کے خلاف جنگ میں افغان طالبان کی مدد بھی کر رہی تھی۔ اب جب افغان طالبان حکومت میں آئے ہیں تو اول تو ان کی تعداد کم تھی۔ دوسرا یہ کہ وہاں ان کی نہ تو باقاعدہ فوج تھی ، نہ پولیس تھی ، نہ سکیورٹی کا کوئی نظام تھا۔ انہوں نے جب نظام سنبھالا تو پورے ملک پر کنٹرول حاصل کرنے میں وقت لگا۔ اس دوران جب پاکستان میں دہشت گردی کے واقعات ہوئے اور پاکستان نے احتجاج کیا تو افغان طالبان کی حکومت نے بار بار یقین دہانی کروائی کہ ہم دہشت گردی میں ملوث افراد کے خلاف ایکشن لیں گے اور واقعتاً انہوں نے کچھ لوگوں کو گرفتار بھی کیا اور جیلوں میں بھی بھیجا۔ یعنی اب انہوں نے ایکشن لینا شروع کر دیا ہے۔ اس کے باوجود بھی اگر ہمیں ان کی نیت پر شک ہے تو بیٹھ کر ان سے بات کرنی چاہیے لیکن اصل بات یہ ہے کہ ابھی بھی ان کو پورے ملک میں سکیورٹی کا نظام قائم کرنے میں وقت لگے گا کیونکہ ابھی بھی ان کے پاس فورسز کی کمی ہے۔ پاکستان کو چاہیے کہ وہ اپنے بارڈرز پر سکیورٹی بڑھائے، خاص طور پر غیر قانونی تارکین وطن کو روکا جائے۔ پہلے ایران کی سرحد پر بھی بہت سارے واقعات ہوتے تھے ہم نے گفت وشنید کر کے بہت سارے معاملات حل کیے۔ اسی طرح افغان حکومت کے ساتھ بھی بات چیت مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ چاہے ہماری دینی جماعتیں ہوں یا سیکولر ہوں ان سب تک یہی پیغام پہنچانے کی ضرورت ہے کہ موجودہ نظام کے اندر جو خرابیاں ہیں ان کو دور کر دیں تو کوئی شک نہیں جزوی طور پر حالات بہتر ہو سکتے ہیں مگر اصل اور پائیدار حل وہی ہے جو ڈاکٹر اسرار احمدؒ بتایا کرتے تھے۔ بتانے والے بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ مبشر حسن اور حنیف رامے جو پیپلز پارٹی کے بانیوں میں شمار ہوتے ہیں محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے پاس اس غرض سے تشریف لائے کہ ڈاکٹر صاحبؒ کو مزدوروں کے حقوق کے حوالے سے آن بورڈ لے سکیں۔ ڈاکٹر صاحب نے ان کے سامنے ''اسلام کی نشاۃ ثانیہ: کرنے کا اصل کام'' نامی کتابچہ رکھا اور بتایا کہ اس طریقے سے پاکستان کو صحیح راستے پر ڈالا جا سکتا ہے۔ آیئے آپ بھی ہمارے ساتھ اس کام میں شامل ہو جایئے۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ موجودہ نظام میں جو خرابیاں ہیں ان کو دور کر دیا جائے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ملکی مفاد اور بنیادی استحکام اور بقا کے کچھ تقاضے ہم پورے کر سکتے ہیں لیکن

long run میں جب تک ہم نظام عدل اجتماعی نافذ نہیں کریں گے تب تک پاکستان کے معاملات حل نہیں ہو سکتے۔

سوال: ہمارے معاشرے کا جو کم علم اور کم فہم طبقہ ہے اس کو دہشت گردی سے بچانے کے لیے سب سے پہلا ادارہ والدین ہیں ۔ اس کے بعد اساتذہ کرام اور علمائے کرام ہیں۔ یہ اس ضمن میں کیا کردار ادا کر سکتے ہیں؟

ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف: اصلاً ذمہ داری تو گھر اور والدین کی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ کا حکم ہے: ﴿قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ (التحریم: 6) ''بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اُس آگ سے''

مان لیجیے کہ اس وقت ہم جس وار فیر کا حصہ ہیں، چاہتے نہ چاہتے وہ ہم پر مسلط کر دی گئی ہے، سوشل میڈیا کے ذریعے یا دیگر ذرائع سے یہ ہمارے گھروں میں داخل ہو چکی ہے لہٰذا اب والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کو دین سے جوڑیں ۔ الحمدللہ تنظیم اسلامی اس حوالے سے گھریلو اسرہ کا اہتمام سکھاتی ہے جس کے تحت اپنے گھروں میں روزانہ کی بنیاد پر یا ہفتے میں ایک دن گھر کے تمام افراد بیٹھ کر دین کے حقیقی اور جامع تصور کو سمجھنے سمجھانے کی کوشش کرتے ہیں ۔ مصروفیات تو بے شمار ہوتی ہیں لیکن ان سب کے باوجود ضروری ہے کہ والدین کم از کم ہفتے میں ایک بار گھر کے افراد کو دینی تعلیم سے روشناس کرانے کے لیے دینی محافل کا اہتمام کریں، اپنے بچوں کو قرآن کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کریں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس گھر میں قرآن مجید پڑھا پڑھایا جائے تو فرشتے اس گھر کو گھیر لیتے ہیں اور اس کا ذکر اللہ تعالیٰ اپنی مجلس میں کرتا ہے۔ ایسی مجالس اگر گھر میں قائم ہوں تو اس کے اثرات اور برکات گھر میں آئیں گی۔ معاشرے میں جو وار فیئر چل رہی ہے اس کے برے اثرات سے بھی گھر کے افراد بچیں گے ۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے ہمیں سکھایا ہے کہ بچوں کے ساتھ سختی والا معاملہ نہیں رکھنا بلکہ ان کے ساتھ دوستی والا انداز رکھنا ہے تا کہ وہ ہر چیز والدین کے ساتھ شیئر کریں اور والدین ان کی بہتر رہنمائی کر سکیں ۔ اسی طرح اساتذہ کو بھی کردار ادا کرنا ہے، انہیں بھی کلاس روم میں طلبہ کو دین سے روشناس کرانے کی فکر کرنی چاہیے کیونکہ ان کا بھی مستقبل کی تعمیر میں بہت بڑا رول ہے ۔ الحمدللہ ہمارے کم سے کم دو صوبوں میں تو قرآن مجید کی تعلیم یونیورسٹی level پر آ گئی ہے۔ اللہ کرے کہ سندھ اور بلوچستان میں بھی قرآن کی تعلیم نصاب کا حصہ بن جائے ۔ اسی طرح علماء کے پاس منبر رسول اللہ ﷺ ہے جہاں سے وہ لوگوں کی تعلیم و تربیت کر سکتے ہیں۔ وہ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں لوگوں کو تحمل، رواداری، برداشت اور بردباری سکھائیں۔ وہ طبقات جو سکول، کالج، یونیورسٹی کی تعلیم سے محروم ہیں ان کے پاس کم از کم مساجد تو موجود ہیں۔ مساجد کو صرف نماز تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ ان کو قوم کی تعلیم و تربیت کے مراکز بھی بنایا جائے ۔ لوگوں کو دین سکھایا جائے۔ معروف حدیث ہے کہ تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو قرآن سیکھیں اور سکھائیں ۔ اہم ترین بات یہ ہے کہ سب سے پہلے ہمیں اپنے آپ کو قرآنی تعلیمات کی روشنی میں درست کرنا ہے۔ اس کے بعد اس کی تعلیم دوسروں کو دینی ہے۔ دینی طبقات خصوصاً علماء کو مل کر اس پر کام کرنا چاہیے ۔ ان شاء اللہ دہشت گردی کو اس طرز پر روکنے میں بہت مدد ملے گی۔

❁ ❁ ❁

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

دعائے مغفرت

إنا لله وإنا إليه راجعون

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور شہر کے دیرینہ رفیق محترم غلام مقصود وفات پا گئے۔

برائے تعزیت (بیٹا): 0300-9397996

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، ڈیرہ اسماعیل خان کے رفیق محترم عبدالرشید کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0345-3477552

☆ حلقہ ملاکنڈ، مقامی تنظیم داروڑہ کے ملتزم رفیق شاہ سید کے بھائی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0306-8703126

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے قائم کردہ طباعتی ادارے
مکتبہ خدام القرآن
کی کتب حاصل کرنے کیلئے
آفیشل آن لائن بک سٹور
www.maktaba.com.pk
WhatsApp #
0301 111 53 48
CASH ON DELIVERY
مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

جنریشن وارفیئر

ڈاکٹر انوار علی

جنریشن آف ماڈرن وارفیئر کی اصطلاح تقریباً 80 کی دہائی میں استعمال ہونا شروع ہوئی۔ آج پوری دنیا وارفیئر کی اس تقسیم کو نہ صرف تسلیم کرچکی ہے بلکہ مملکتوں اور ریاستوں کا دفاع اب مکمل طور پر ماڈرن وارفیئر کے میدان میں زیادہ سے زیادہ ترقی کا مرہون منت ہے۔ جنریشن وارفیئر، ہائبرڈ وارفیئر اور گرے زون کنفلکٹ (تنازعہ) کی تھیوریاں اب ملکوں کی پالیسیاں بنتی جا رہی ہیں۔ ایک زمانہ تھا جب جنگیں تیروں اور تلواروں سے لڑی جاتی جاتی تھیں۔ ایسی جنگوں میں فتح کا دارومدار فوجیوں کی تعداد اوران کے جذبے پر منحصر ہوا کرتا تھا۔ وار فیر کی اصطلاحی تقسیم کے تحت یہ جنگیں فرسٹ جنریشن وار کہلاتی ہیں۔ اس کے بعد بندوقوں اور توپوں کا زمانہ آیا اور جنگی میدان میں جیت کا دارومدار انسانی قوت کے ساتھ ساتھ ان کے اسلحے کے مقدار ومعیار پر بھی ہوتا چلا گیا۔ ان جنگوں کو سیکنڈ جنریشن وار کہا جاتا ہے۔ پہلی جنگ عظیم اسی کی مثال ہے جو 1914 سے 1918 تک لڑی گئی۔

اس کے بعد جو ترقی انسان نے جنگی میدان میں کی اس کی مثال بھی تاریخ میں نہ ملتی تھی۔ میزائل ایجاد ہوئے طرح طرح کے بم بنائے گئے۔ کم سے کم انسانی قوت کا استعمال کر کے جدید ٹیکنالوجی کو کام میں لایا گیا۔ فضائیہ، نیوی اور اس طرح کی کئی ڈویژنز وجود میں آئیں۔ ہواؤں میں جنگی طیارے اور سمندروں میں آبدوزوں کی تباہ کردینے والی نت نئی تکنیک مقابلے کا میدان بن گئیں۔ ان جنگوں کو تھرڈ جنریشن وار کا نام دیا گیا۔ دوسری جنگ عظیم اس کی بڑی مثال ہے جو 1939ء سے 1945ء تک جاری رہی اور انسانوں نے تباہی اور ہلاکت خیزی کے نئے ریکارڈز قائم کئے۔ اب تک کی ذکر کردہ تمام وارفیئرز کی خاص بات یہ رہی کہ یہ جنگیں افواج کے درمیان لڑی جاتی رہیں اور میدان جنگ میں دوست اور دشمن کا فرق واضح رہا۔ نت نئے تجربات اور ٹیکنالوجی میں ترقی اس جنگ کو آگے سے آگے لے جاتی رہی اور اب بھی دنیا کے کچھ علاقے اسی جنگ سے گزر رہے ہیں۔ البتہ دنیا میں سیاسی نظام کے ارتقاء کے ساتھ انسانیت نے جو کچھ سیکھا اس میں اہم پہلو یہ تھا کہ دشمن کو زیر کرنے کے لیے میدان جنگ سے باہر بھی منصوبہ بندی کی جائے۔ اور پھر زمانہ آیا فورتھ جنریشن وارفیئر کا۔ جنگ لڑنے کے لیے ملکی افواج کے ساتھ ساتھ نان سٹیٹ ایکٹرز کا کردار بھی اہم ہوگیا۔ سفارت کاری، معیشت اور پروپیگنڈے کے ہتھیار بھی شامل ہوگئے۔ فورتھ جنریشن وار کی مثال سرد جنگ کی ہے۔ افغانستان، عراق اور شام وغیرہ کی جنگیں اب تک کی نمایاں مثالیں ہیں۔

ففتھ جنریشن وار کی اصطلاح 2009ء میں سامنے آئی۔ ففتھ جنریشن وار ایک نظریاتی جنگ ہوتی ہے اس میں افواج ایک دوسرے کے آمنے سامنے نہیں ہوتیں۔ ان دیکھا دشمن اپنے ہارڈ پاور کی بجائے سافٹ پاورز کو استعمال کرتا ہے۔

اس جنگ کے لیے "War of Misinformation" "Social engineering" یا "Non-kinetic war" جیسی اصطلاحات استعمال کی جاتی ہیں۔ اس جنگ کے بنیادی ہتھیار جہاز، ٹینک اور میزائل نہیں بلکہ سفارت کاری، پراکسیز، ٹی وی، ریڈیو، اخبار، سوشل میڈیا اور فلم ہیں۔ اس لڑائی کا میدان زمین نہیں بلکہ انسانوں کے ذہن ہوتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں انسانوں کو نہیں بلکہ ان کے ذہنوں کو نشانہ یا ہدف بنایا جاتا ہے۔ دشمن ملک کے شہریوں کو اپنی ہی ریاست اور فوج کے خلاف استعمال کیا جاتا ہے۔ دشمن ملک کے عوام میں گمراہ کن پراپیگنڈا کر کے انہیں ذہنی طور مفلوج کرنا، انتشار پھیلانا، جھوٹی و من گھڑت خبریں پھیلانا، علاقائی تعصب اور مذہبی فرقہ واریت کو ہوا دے کر عوام کو آپس میں لڑانا اور انہیں اتنا کمزور کردینا کہ باوجود اس کے کہ ان کے پاس ہر شے ہوتے ہوئے وہ ذہنی شکست وریخت اور پسپائی اختیار کرلیں، اب ایک عام سے بات ہوچکی ہے۔ اس جنگ میں دہشت گردی کا فروغ اور اس کے لیے اعلیٰ معیار کی ٹیکنالوجی کا استعمال، اینٹی سیٹلائٹ ہتھیار، سائبر وارفیئر کے تحت مالیاتی اہداف پر حملے بھی شامل ہیں۔

گزشتہ دو تین دہائیوں میں الیکٹرانک میڈیا ایک سیلاب کی ہیئت اختیار کرتا چلا گیا۔ نئے نئے نجی ٹیلی ویژن چینلز کا آغاز ہوا۔ نیوز اور کرنٹ افیئرز کی دوڑ میں سچ اور جھوٹ میں تمیز مٹتی چلی گئی۔ اور پھر اس سیلاب نے تیز تر طوفان کی شکل اختیار کرلی جب انسان نے اپنے آپ کو ٹی وی کے سحر سے آزاد کروا کر پوری کائنات کو اپنی انگلیوں کی پوروں کے گرد گھمانے کا طریقہ ڈھونڈ نکالا! انٹرنیٹ نے سوشل میڈیا کو جنم دیا جس نے معلومات کی پٹاری ہر بچے، جوان اور بوڑھے کے ہاتھ میں تھما دی اور یہیں سے ففتھ جنریشن وارفیئر میں تیزی آگئی۔ جہاں پہلے پراپیگنڈے کے لیے ٹی وی اور ریڈیو کا سہارا لیا جاتا تھا اب نظریات کی جنگیں سوشل میڈیا پر لڑی جاتی ہیں۔ یہ چومکھی لڑائی ہے۔ اس کا شکار ہونے والے اس کے ہاتھوں تباہی کے دہانے پر پہنچ کر بھی اس کا ساتھ چھوڑنے کو تیار نہیں بلکہ اس کے بغیر جینے کا تو اب کوئی تصور بھی نہیں ہے۔

ذرا سوچیے! سوشل میڈیا پر ہمارے ہر کلک پر ہماری شناخت دوسرے تک پہنچ رہی ہوتی ہے۔ ہم کہاں ہیں، کیا کر رہے ہیں، کس سے مل رہے ہیں، ہماری پسند ناپسند کیا ہے؟ ہمارے رجحانات کیا ہیں، ہماری شخصیت کے راز کیا ہیں، ہم کیا سوچ رہے ہیں؟ اتنا تو ہم اپنے بارے میں نہیں جانتے جتنا ہمارے دشمن ہمارے بارے میں جان سکتے ہیں۔ وہ جو چاہیں سوچ ہمارے ذہنوں میں اور جو چاہیں الفاظ ہمارے منہ میں ڈال سکتے ہیں۔

ففتھ جنریشن وار کے متعلق دو کہاوتیں بہت مشہور ہیں، ایک یہ کہ ''یہ وہ جنگ ہے جسے جیتنے کے لیے ضروری ہے کہ اسے لڑا ہی نہ جائے''۔ اور دوسری یہ کہ ''انسانی دماغ اب جنگ کا میدان کارزار ہے جس نے اسے مسخر کرلیا وہ ہی ٹھہرا وقت کا بادشاہ''۔ اس جنگی حکمت عملی میں سب سے اہم کردار میڈیا کا ہے جو انسانی ذہنوں کو مسخر کرنے کے کام آتا ہے۔

ففتھ جنریشن وار کا شکار تو مسلم وغیر مسلم ممالک دونوں ہی رہے ہیں البتہ ایک حد تک دنیا پر قابض طاقتیں چونکہ اپنے اہداف حاصل کرچکی ہیں لہٰذہ اس وارفیئر کی اگلی شکل

جس کو یا تو سکس جنریشن وار (6th generation war) کا نام دیا جائے یا ففتھ جنریشن وار کا ایڈوانسڈ فیز (Advanced phase) کہا جائے، کا شکار بالخصوص اسلامی ممالک اور مسلمان ہیں۔ پہلے جائزہ لیتے ہیں کہ ففتھ جنریشن وار فیئر کے استعمال سے اسلام مخالف طاقتیں اب تک کیا کچھ حاصل کر چکی ہیں۔

ہم دیکھ سکتے ہیں کہ مسلمانوں کی نئی نسل اب اپنی تہذیب سے بےزار ہے وہ لباس ہو یا اپنی زبان، اب ترقی کی راہ میں رکاوٹ سمجھے جاتے ہیں۔ رہن سہن، طرز معاشرت اور یہاں تک کہ طرز معیشت بھی اب غیروں کا ہی بھلا لگتا ہے۔ تمیز کا لفظ اب مذاق بن کر رہ گیا۔ والدین اور اولاد کا رشتہ ہو یا شوہر اور بیوی کا، الغرض کہ فیملی لائف تقریباً مغرب زدہ ہو چکی۔ ”حمیت نام ہے جس کا گئی تیمور کے گھر سے۔“ پابندی شریعت لوگوں کے ذہنوں میں ایک ڈراؤنے خواب کی حیثیت اختیار کر چکی (الاماشاءاللہ)۔ باصلاحیت نوجوان اپنا محفوظ مستقبل صرف اور صرف اسی صورت میں دیکھ رہے ہیں کہ وہ کسی ترقی یافتہ ملک میں جا بسیں۔ سیاسی میدانوں میں علَم اب جہلا کے ہاتھوں میں ہے۔ تعلیمی نظام فرسودہ ترین ہو چکا ہے جس پر ایک مافیا قابض ہے اور لوگ اپنے بچوں کو اسی تعلیمی نظام سے گزارنے پر مجبور ہیں۔ میڈیا کے ذریعے صحیح اور غلط اب غلط ملط کیے جا چکے ہیں۔ مسجد اور مہراب کو ناقابل اعتبار قرار دیا جا چکا ہے۔ اور سب سے برا یہ کہ علماء حق کی شخصیتوں کو علماء سوء کے ذریعے دبا دیا گیا ہے۔

اب ہم آتے ہیں اس سے بھی زیادہ خطرناک پہلو کی طرف جیسا کہ عرض کیا گیا کہ بات اب ففتھ جنریشن وار تک نہیں رہی بلکہ یہ جنگ اس سے آگے جا چکی ہے۔ اس ماڈرن وار فیئر کا ہدف اب تہذیب اور معاشرت سے بڑھ کر ایمان اور عقیدہ ہو چکے ہیں۔ میڈیا اور بالخصوص سوشل میڈیا پر تفریح کے نام پر جو بمباری ہے وہ نہ صرف نوجوانوں بلکہ بوڑھوں کو بھی اس سیلاب کے ساتھ بہا کر لے جا رہی ہے۔ ایمان بالآخرہ اب ایک fantasy بنا دیا گیا ہے۔ ایمان بالرسالت کی اہمیت اور اس کے تقاضوں کو جدید دور کے تقاضوں کی بھینٹ چڑھایا جا رہا ہے۔ انکار سنت کا فتنہ اب غیر محسوس طریقے سے مسلمان نوجوانوں کو نگل رہا ہے۔ ذہن سازی کس حد تک کر دی گئی ہے اس بات سے اندازہ لگائیے کہ بے نمازی اور سنت رسول ﷺ سے عاری ایک مرد اپنے آپ کو سچا پکا مسلمان سمجھتا ہے۔ ایک بے پردہ عورت پورے یقین سے اپنے آپ کو خدا کی نیک بندی تصور کرتی ہے اور تو اور ایمان باللہ کی جزئیات، جیسے کہ توکل علی اللہ ہو یا صبر اور شکر، راضی بارضائے رب کی صدا ہو یا تقدیر پر ایمان، دنیا کی بے ثباتی ہو یا جنت اور دوزخ کا تذکرہ، اب لطیفہ گوئی کا ذریعہ بنائے جا رہے ہیں۔ مملکت خداداد پاکستان میں اب باقاعدہ ملحدوں اور دہریوں کی تنظیم وجود میں آ چکی ہیں جن میں کثیر تعداد میں نوجوان لڑکے اور لڑکیاں شامل ہو رہے ہیں۔ بے حیائی کے مدارج طے کرتے کرتے اب نری حیوانیت کی طرف شد و مد سے سفر طے ہو رہا ہے۔ ہم جنس پرستی اور محارم رشتوں کی پامالی کوئی اچنبھے کی بات نہیں رہ گئی (الامان الحفیظ)۔

بد قسمتی یہ ہے کہ امت کے واعظین اس وار فیئر سے بالکل ناواقف ہیں۔ ذرا سوچیے صبح شام دن رات جب ذہن سازی ہو رہی ہو تو محض چند منٹ کے مواعظ کیا کر سکیں گے۔ المیہ تو یہ ہے کہ سوشل میڈیا نے نوجوانوں کی قوت ارتکاز بھی تباہ کر دی ہے۔ اب سننے والا ایک گھنٹہ کی تقریر تو چھوڑیے 15 منٹ کا وعظ سننے کے قابل بھی نہیں بچا۔ ذہن سازی کس طور پر ہو رہی ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ جامعات سے طلبہ اور بالخصوص طالبات کو اسکالرشپس دے کر کسی ترقی یافتہ ملک بلوایا جاتا ہے اور وہاں تعلیم اور ریسرچ کے نام پر ان کی ذہن اس طرح ہائی جیک کیے جاتے ہیں کہ انہیں خبر تک نہیں ہوتی کہ وہ یرغمال بنا لیے گئے ہیں۔ ایسی ہی ایک طالبہ کو ایک مغربی ملک سے ایک سال کی انٹرنشپ کے بعد واپسی پر دیگر طلبہ کے سامنے اظہار خیال کا موقع دیا گیا تو اس نے پہلا جملہ ہی یہ کہا کہ ”ہمیں بتایا گیا تھا کہ یہودی برے ہیں اور ہمارے دشمن ہیں جبکہ یہ بات غلط ہے۔“ غور فرمائیے آگے آنے والا دور تو آرٹیفیشل انٹیلی جنس (AI) کا دور ہے، ہولوگرامز (Holograms) کا دور ہے اور یہ فتنے کیا نئی شکل اختیار کرنے جا رہے ہیں سوچ کر ہی کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

بہرحال ضرورت اس امر کی ہے کہ امت کو اب اس میدان جنگ کی حکمت عملی کو نہ صرف سمجھنا ہوگا بلکہ اس سے آگے بڑھ کر اپنی نسلوں کو اور ان کے ایمان کو بچانے کے لیے بھرپور منصوبہ بندی کرنی ہوگی۔ وہ وقت اب آ گیا ہے کہ امت کے مذہبی اور سیاسی قائدین اپنے تمام تر مفادات سے بالاتر ہو کر دشمن کی اس چال کے خلاف ایک ہو جائیں۔ امت اور اسلام کا درد رکھنے والے ذہین لوگ اپنی صلاحیتوں کو اس جنگ میں اپنوں کو بچانے کی خاطر لگانے اور کھپانے کا عزم کریں۔ ورنہ قریب ہے کہ خدانخواستہ نام کے مسلمان تو شاید نظر آ جائیں مگر اسلام کہیں نظر نہ آئے گا۔

دعائے صحت کی اپیل

☆ تنظیم اسلامی کے سینئر رفیق اور ڈاکٹر اسرار احمدؒ کے دست راست محترم ڈاکٹر عبدالسمیع کا بائی پاس آپریشن ہونے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

شعبہ خط و کتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم و مغفور کے مرتب کردہ **”مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب“** پر مبنی **”قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس“** سے استفادہ کیجیے

یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط و کتابت کروایا جا رہا ہے) شائقین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمدللہ!

اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط و کتابت کورسز، قرآن اکیڈمی، K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور

فون: 3-35869501(42-92)

E-mail:distancelearning@tanzeem.org

امیر تنظیم اسلامی کا تین روزہ دورہ حلقہ پنجاب جنوبی

امیر محترم شجاع الدین شیخ ﷾ ناظم اعلیٰ سید عطاء الرحمٰن عارف کے ہمراہ حلقہ پنجاب جنوبی کے سالانہ دورہ کے سلسلے میں یکم ستمبر بروز جمعہ بعد نماز مغرب قرآن اکیڈمی ملتان پہنچے۔ نائب ناظم اعلیٰ محمد ناصر بھٹی صاحب بھی عارف والا سے قرآن اکیڈمی ملتان میں تشریف لائے۔ امیر حلقہ قمر رئیس بیگ نے امیر محترم کا استقبال کیا۔ مختصر آرام کے بعد امیر تنظیم اسلامی، ناظم اعلیٰ اور نائب ناظم اعلیٰ امیر حلقہ کی رہائش پر عشائیہ کے لیے تشریف لے گئے اور رات 9:00 بجے قرآن اکیڈمی واپسی ہوئی۔

02 ستمبر 2023 بروز ہفتہ نماز فجر کی ادائیگی و آرام کے بعد 08 بجے تنظیم اسلامی ملتان شالی کے بزرگ رفیق شیخ حفیظ الرحمٰن کے گھر ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ جہاں پر اسرہ واپڈا ٹاؤن کے نقیب مرزا سلیم بیگ اور نائب نقیب انور خان اپنے اسرہ کے رفقاء کے ہمراہ استقبال کے لیے موجود تھے۔ جس میں محترم جناب ڈاکٹر محمد طاہر خان خاکوانی بھی مدعو تھے۔ ملاقات اور ناشتہ کے بعد تقریباً ساڑھے نو بجے دوسرے بزرگ رفیق جناب نصیر احمد خان کی رہائش گاہ پر ان سے ملاقات کے لیے تشریف لے گئے۔ ان کی رہائش گاہ پر رائل آرچرڈ اسرہ کے نقیب احمد خان امیر محترم کے استقبال کے لیے موجود تھے۔ محترم نصیر احمد خان مرکز تنظیم اسلامی گڑھی شاہو لاہور میں عرصہ 30 سال تک خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں اور 2017 سے ملتان میں رہائش پذیر ہیں۔

دن 11:00 بجے قرآن اکیڈمی ملتان میں علماء کرام سے ملاقات کی۔ 18 علماء کرام سے باہمی تعارف کے بعد بقائے پاکستان مہم کے حوالے سے مختصر گفتگو فرمائی اور علماء کرام کے سوالات کے جواب دیئے۔ یہ ملاقات نماز ظہر تک جاری رہی۔ بعد نماز عصر امیر محترم نے تنظیم اسلامی ملتان شہر کے نئے مقامی امیر محمد رمضان قادری سے قرآن اکیڈمی میں ہی ملاقات کی۔

خطاب عام: 02 ستمبر بروز ہفتہ کو بعد نماز مغرب آئیڈیل مارکی طارق روڈ ملتان میں امیر تنظیم اسلامی محترم جناب شجاع الدین شیخ کے خطاب عام کا اہتمام کیا گیا۔ امیر محترم نے نماز مغرب آئیڈیل مارکی میں ادا فرمائی۔

خطاب عام پروگرام کا آغاز بعد نماز مغرب 07:00 بجے تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ جلسہ گاہ میں نقابت کی ذمہ داری ناظم تربیت حلقہ پنجاب جنوبی محترم جناب عثمان صابر نے سرانجام دی۔ امیر محترم نے ''پاکستان کے مسائل اور ان کا حل'' کے موضوع پر پون گھنٹہ خطاب فرمایا۔ انہوں نے پاکستان کے موجودہ حالات، مہنگائی، موجودہ سیاسی ہنگامہ آرائی اور غربت کی بڑھتی ہوئی حالت پر روشنی ڈالی اور ان مسائل سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے مختلف طریقہ ہائے تبدیلی مثلاً انتخابات، فوجی حکومت اور پرتشدد طرز تبدیلی پر روشنی ڈالی اور سیرت محمدی ﷺ سے ماخوذ طریقہ انقلاب کو ہی مستقل اور پائیدار طریقہ انقلاب بتایا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کا قیام لا الہ الا اللہ کی بنیاد پر ہوا تھا اور جب تک پاکستان میں اسلامی نظام حکومت قائم نہیں کریں گے اس وقت تک ان مسائل سے چھٹکارا حاصل کرنا ناممکن ہے۔ اس پروگرام میں تقریباً 800 افراد نے شرکت کی۔

03 ستمبر صبح 08:30 بجے تلاوت قرآن مجید کے بعد امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ نے ابتدائی کلمات ارشاد فرمائے۔ اس کے بعد امیر حلقہ پنجاب جنوبی نے حلقہ کا جائزہ پیش کیا۔ اس کے بعد دوران سال نئے شامل ہونے والے رفقاء کا تعارف ہوا۔ امیر محترم نے سوالات کے جوابات دیئے اور پروگرام کے آخر میں تذکیری گفتگو فرمائی۔ بعد ازاں مبتدی وملتزم رفقاء سے بالمشافہ بیعت کا اہتمام کیا گیا۔ اس اجتماع میں تقریباً 350 رفقاء نے شرکت کی۔

02:00 بجے حلقہ کی شوریٰ کے ارکان سے امیر تنظیم اسلامی نے ملاقات کی۔

ملاقات کے دوران امیر حلقہ نے معاونین حلقہ کا تعارف کروایا۔ اور مقامی امراء نے اپنا اور اپنی تنظیم کے معاونین ونقباء کا تعارف کروایا۔ یہ ملاقات 04:00 بجے تک جاری رہی۔

04:00 سے 05:00 بجے تک تنظیم اسلامی نیو ملتان کے نئے مقامی امیر محمد مشتاق خان سے امیر تنظیم اسلامی نے تفصیلی ملاقات کی اور بعد نماز عصر نئے مقامی امیر تنظیم اسلامی ملتان غربی راؤ سلمان خوشی سے ایک گھنٹہ کی ملاقات کی۔

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ رات 08:00 ملتان سے کراچی کے لیے روانہ ہوئے۔ (رپورٹ: رفیق تنظیم اسلامی)

امیر تنظیم اسلامی کا حلقہ ساہیوال ڈویژن

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ 23 ستمبر 2023ء بروز ہفتہ دن 12 بجے امیر حلقہ کے دفتر عارف والا پہنچے۔ جہاں پر محمد ناصر بھٹی نائب ناظم اعلیٰ وسطی پاکستان، ملک لیاقت علی امیر حلقہ ساہیوال ڈویژن اور ملک عبدالرحمٰن ناظم دعوت حلقہ ساہیوال ڈویژن نے امیر محترم کو خوش آمدید کہا۔ میزبانی کا اعزاز ملک لیاقت علی امیر حلقہ ساہیوال ڈویژن کو حاصل ہوا۔

امیر محترم نے ظہر تک آرام فرمایا۔ نماز ظہر کی ادائیگی کے لیے قرآن مرکز عارف والا تشریف لے گئے۔ نماز کے بعد عوامی اجتماع سے خطاب کے لیے نور محل شادی ہال تشریف لے گئے۔ شہر سے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

امیر محترم نے ''پاکستان کے مسائل اور ان کا حل'' کے عنوان پر اجتماع سے خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ پاکستان کے مسائل کا حل اللہ کے دیئے ہوئے ''نظام عدل اجتماعی'' اپنانے میں ہے۔ ہم نے جس بنیاد پر پاکستان حاصل کیا تھا اس بنیاد کو مضبوط کریں گے تو ہی پاکستان مضبوط ہو سکے گا۔ پروگرام کے بعد کچھ دیر آرام کے بعد امیر محترم مرکز تنظیم اسلامی وہاڑی کے لیے روانہ ہوئے۔

مرکز تنظیم اسلامی وہاڑی پہنچ کر امیر محترم نے نماز مغرب ادا کی اور اس کے بعد عوامی اجتماع سے خطاب فرمایا۔ اس اجتماع میں کثیر تعداد میں مرد وخواتین نے شرکت کی۔

خطاب کے بعد امیر محترم واپس عارف والا کے لیے روانہ ہوئے۔

24 ستمبر 2023ء امیر محترم 9:00 بجے رفقاء حلقہ ساہیوال ڈویژن کے ساتھ نشست کے لیے قرآن مرکز عارف والا تشریف لے آئے۔ اس میں 110 رفقاء نے

شرکت کی۔ دورانِ پروگرام نئے شامل ہونے والے رفقاء کے لیے مبتدی/ملتزم بیعت کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ جس میں 25 کے قریب نئے رفقاء سے امیر تنظیم نے بیعت لی۔

یہ اجتماع نمازِ ظہر تک جاری رہا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد امیر محترم نے رفقاء کے ساتھ کھانا تناول فرمایا۔ اس کے بعد حلقہ ساہیوال ڈویژن کے ذمہ داران کے ساتھ امیر محترم کی نشست 3:00 بجے تک جاری رہی۔

امیر محترم 4:30 بجے ساہیوال کے لیے روانہ ہوگئے۔ ساہیوال پہنچنے پر مقامی امیر عبداللہ سلیم صاحب کے گھر گئے۔ چائے اور نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد نور محل شادی ہال جھال روڈ ساہیوال میں عوامی اجتماع سے خطاب کیا۔

اس پروگرام میں 300 کے قریب مرد اور 50 کے قریب خواتین شریک ہوئیں۔

امیر محترم نے ’’پاکستان کے مسائل اور ان کا حل‘‘ کے عنوان پر اجتماع سے خطاب کیا۔ بعد از خطاب امیر محترم لاہور کے لیے روانہ ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ سب رفقاء و احباب کی کاوشوں کو قبول فرمائے۔ (رپورٹ: ملک لیاقت علی، امیر حلقہ ساہیوال ڈویژن)

حلقہ ملاکنڈ کے زیر اہتمام سوات میں سہ ماہی پروگرام

27 اگست 2023ء کو حلقہ ملاکنڈ کے زیر اہتمام سوات میں سہ ماہی پروگرام منعقدہ ہوا۔ شوکت اللہ شاکر نے ’’موت کی حقیقت‘‘ پر درس قرآن دیا۔ اس کے بعد آفتاب حسین نے ’’انفاق فی سبیل اللہ‘‘ پر درس حدیث دیا۔ انہوں نے انفاق کی ترغیب، برکات اور موت کے وقت آسانی پر گفتگو کی۔ اس کے بعد مہمان مقرر ڈاکٹر مقصود نے ’’بقائے پاکستان: نفاذ عدل اسلام‘‘ پر سیر حاصل گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ بقائے پاکستان تب ممکن ہوگا جب اس ملک میں اسلام کا نفاذ ہوگا۔ اس کے بعد الطاف حسین نے ’’قرآن اور علم‘‘ پر بیان کیا۔ انہوں نے قرآن کی حقانیت اور حفاظت پر مدلل بحث کی۔ رفیق تنظیم حبیب علی نے حقوق العباد کو بیان کیا۔ انہوں نے حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد پر بھی توجہ دینے کی اہمیت واضح کی۔ محترم گل نواب نے ’’جماعتی زندگی کی اہمیت‘‘ مثالوں اور واقعات سے واضح کی۔

آخر میں امیر حلقہ محترم ممتاز بخت نے رفقاء کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے رفقاء کو قرآن و حدیث کے دروس قائم کرنے، اسروں کی بحالی اور تنظیم کے پروگراموں میں اپنی حاضری یقینی بنانے کی طرف توجہ دلائی۔ اس پروگرام میں 50 سے زیادہ رفقاء و احباب نے شرکت کی۔ دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ سب رفقاء و احباب کو جزائے خیر دے اور دین پر استقامت عطا کرے۔ آمین یا رب العالمین!

داعیٔ رجوع الی القرآن، بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کے شہرۂ آفاق دورۂ ترجمہ قرآن پر مشتمل

بیانُ القرآن

ترجمہ و مختصر تفسیر

اب دو انداز سے دستیاب ہے

1
خوبصورت ٹائٹل ● سفید کاغذ ● معیاری طباعت
2935 صفحات پر مشتمل، سات جلدوں میں
(الگ الگ جلدیں بھی دستیاب ہیں!)
مکمل سیٹ کی قیمت: 6000 روپے

2
متعدد اضافی خوبیوں کا حامل، طبع جدید
قرآنی رسم الخط ● تفسیری سائز ● عمدہ سفید کاغذ ● مضبوط مراکو جلد
2560 صفحات پر مشتمل، چار جلدوں میں
مکمل سیٹ کی قیمت: 9600 روپے

مکتبہ خُدّام القرآن لاہور K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 3-35869501(042)

TANZEEM-E-ISLAMI

PRESS RELEASE: 8 OCTOBER

(Shujauddin Shaikh)

"Palestinian Muslims have the right to retaliate against the occupation of Zionists."

Lahore (PR): "Palestinian Muslims have the right to retaliate against the occupation of Zionists." This was said by the Ameer of Tanzeem-e-Islami, **Shujauddin Shaikh**, in a statement. The Ameer said that illegitimate Zionist Israel has illegally occupied Palestinian land for the past 75 years. Zionists from all over the world were brought in to settle after demolishing Palestinian homes. The agenda to level the Al-Aqsa Mosque and establish a Greater Israel is being pushed relentlessly. Attacks targeting the Al-Aqsa Mosque, West Bank, Jenin, Jerusalem and Gaza are frequent. Every Israeli citizen is a trained soldier who persists in a state of war against Palestinian Muslims. Considering all this, it is the prerogative of the Palestinian Muslims to expel illegal Zionists from the Holy Land, and retaliate fully to reclaim their territory. He said that it is a test for all Muslim countries at this crucial time that whether they support the truth or surrender to Israel. Whether they rush to the aid of the Palestinian Muslims and strengthen their footing, or become an obstacle in their path. He said that Israel, which has been a vehement aggressor for the past 75 years, is being portrayed as a victim in western media, and the genocide of Palestinian Muslims has been accelerated. Muslim countries are being unprecedentedly pressured into recognizing the illegal Zionist state and assisting it. Addressing the government of Pakistan, as well asleaderships of other Muslim countries, he said that at this crucial junction, everybody should mobilize for not only complete moral, diplomatic and financial support of Muslims in Palestine, but also enter the fray for military assistance. It must not be forgotten that those who support the illegal Zionist state will inevitably face a scathing judgment in history. The Ameer concluded by making Dua for the triumph of the Muslims of Palestine.

Issued by:
Ayub Baig Mirza
Markazi Nazim Nashr o Ishaat
Tanzeem e Islami Pakistan

Vol: 32 Regd. No. C.P.L NO.114 No.40

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore